صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز بدھ مورخہ 7 مئی 2003ء بمطابق 4 ربیع الاوّل 1424 ہجری صبح دس بجکر دس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، بخت جہان خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَـٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَـٰنِ الرَّحِيمِ۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْأٰخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ٥ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَـٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَـٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ٥ يَـٰأَيُّهَا النَّبِىُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَـٰبِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا۔

(ترجمہ): جو لوگ خدا اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف (رنج) پہنچاتے ہیں ان پر خدا دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ مسلمان مردوں اور عورتوں کو ایسے کام کی تہمت سے جو انہوں نے نہ کیا ہو تکلیف دیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا ہے۔ اے پیغمبر اسلام! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہدو کہ (جب گھر سے نکلیں) تو اپنی چادروں کے گھونگٹ (پردے کے لئے) اپنے اوپر ڈال لیا کریں۔ یہ حکم ان کے لئے موجب شناخت و امتیاز ہوگا۔ اس سے امید ہے کوئی ان کو ایذا نہ دیگا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ وآخِرُ الدَّعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَـٰلَمِينَ۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: پوائنٹ آف آرڈر سر، مسٹر سپیکر سر! اجازت ہو تو۔۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں، اجازت دیں گے، لیکن۔۔۔۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: اچھا، تھوڑی دیر بعد۔

جناب سپیکر: نہیں، اس کے بعد ان Leave applications کے بعد۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: اچھا، اس کے بعد، تھینک یو۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: جن معزز اراکین کی طرف سے رخصت کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں، ایوان کے سامنے بغرض منظوری پیش کرتا ہوں، محترمہ زبیدہ خاتون صاحبہ، ایم پی اے آج کے لئے، محترمہ شگفتہ ناز صاحبہ، ایم پی اے آج کے لئے، جناب سید قلب حسن صاحب، ایم پی اے آج کے لئے اور مولانا محمد ادریس صاحب، ایم پی اے آج کے لئے بغرض منظوری ایوان کو پیش کرتا ہوں۔

Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The "Ayes" have it. The leave is granted.

رسمی کارروائی

جناب سپیکر: جی، رفعت اکبر سواتی صاحبہ۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: مسٹر آنریبل سپیکر سر! میں آپ کی توجہ اس ضروری اور اہم امر کی طرف دلوانا چاہتی ہوں کہ جنوری کے مہینے سے یہ ایک ہمارا کال اٹینشن نوٹس اور اس کے بعد فروری میں ایڈجرنمنٹ موشن ہم لیکر آئے تھے اور اس میں جیسا کہ آپ کو پتہ ہے کہ Female Primary Education کے لئے ورلڈ فوڈ پروگرام نے ایک پراجیکٹ کیا تھا جو ان کا Long turn ایک منصوبہ ہے، لیکن اس میں اہمیت کی بات یہ ہے کہ Time expire ہو رہا ہے اور جنوری سے لیکر اب مئی ہو چکا ہے اور ابھی تک اس پر کوئی حتمی فیصلہ یا کوئی فیصلہ نہیں ہوا تو اس میں ہمارے بچوں کو، اگر آپ چاہتے ہیں کہ جولائی ہم Poison کھلانا شروع کر دیں تو اگر ہاؤس کی بھی یہ Desire ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، جبکہ میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ وہ جو ان کے لئے Edible oil آیا ہے وہ جولائی میں Expire ہو جائیگا اور اسکی

تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اسکو آپ کھپت کہیں بھی نہیں کر سکتے، اگر ابھی ہم نے کوئی فوری اقدام اس کے لئے نہیں لیا تو سر، پھر یہ ہمارے لئے مشکل کا باعث بن جائیگا اور ویسے بھی آپ جانتے ہیں کہ یہ American aid, Donor aid ہے، اس میں Expiries جب نہیں ہوتی ہیں تو ہم بچوں کو دیتے ہیں تو پھر ہم کہتے ہیں ہمارے بچوں کو نمونیہ کیوں ہو گیا ہے؟ جوڑوں کا درد کیوں ہے، کند ذہن کیوں ہیں، انکے اور مسائل کیوں ہیں؟ زیادہ تر اسی طرح ہوتا ہے کہ یہ Expire ہونے کے بعد ہماری بچیوں اور بچوں کو دیا جاتا ہے تو وہ Poison سے کچھ کم نہیں ہوتا تو میری Honourable Chair سے یہ درخواست ہے کہ براہ مہربانی اس کو آپ ایجوکیشن کمیٹی کے حوالے فوراً کیجئے تا کہ ایک ہفتے کے اندر اس کا جلد از جلد فیصلہ ہو جائے اور پتہ چلے کہ ہم نے بچوں کو یہ Poison دینا ہے یا نہیں دینا ہے، تھینک یو، سر۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو؟

جناب سپیکر: انور کمال خان صاحب۔

جناب انور کمال خان: شکریہ جناب سپیکر، انہوں نے جو بات پوائنٹ آؤٹ کی ہے میرے خیال میں پانچ چھ دن پہلے بھی یہ بات پوائنٹ آؤٹ کی تھی، اسکی نزاکت اور ایمرجنسی اور Urgency یہ ہے کہ چونکہ وہ کھانے پینے کی اشیاء ہیں اور اسمیں جتنی بھی تاخیر کی جائے، میرے خیال میں اس سے مزید نقصان ہوگا تو بہتر یہی ہے کہ اس کو آپ Standing Committee on Education کے حوالے کر دیں، جناب سپیکر! اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، میں ایک اور چیز کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں سیدو میڈیکل کالج کے طلباء یہاں پر آئے تھے اور وہ Hunger strike پر تھے اور اس کے ساتھ ساتھ نسرین خٹک صاحبہ کی طرف سے بھی ایک پوائنٹ آف آرڈر پر انہوں نے یہ ریکویسٹ کی تھی کہ گومل میڈیکل کالج کا بھی یہی حال ہے، ہمارے Southern districts میں کوہاٹ سے لیکر ڈی آئی خان تک ماسوائے گومل میڈیکل کالج کے اور کوئی ایسا کالج موجود نہیں ہے تو یہ آج کے اخبار میں آیا ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے سیدو کے لئے تقریباً کوئی ساٹھ، باسٹھ لاکھ جو کہ، انکے پاس انکی Details ہونگی، انہوں نے یہ کچھ رقم انکو دی ہے اور غالباً اس رقم کے دینے سے انکے Recognition میں انکے لئے بھی آسانی ہو جائیگی، اور انہوں سفارشات بھی PMDC سے کئے ہیں کہ وہ ان کو Recognize

کریں تو ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ آپ، اس دن جو ہم نے ریکوسٹ کی تھی کہ ایک تو اس کمیٹی میں سدرن ڈسٹرکٹس سے کسی کی بھی نمائندگی نہیں ہے، نہ کوئی کوہاٹ سے ہے، نہ کوئی کرک، نہ ہنگو، نہ بنوں، نہ لکی اور نہ ڈی آئی خان سے کسی کی نمائندگی ہے تو برائے مہربانی اس وقت تو وزیر صاحب موجود نہیں ہیں تو آپ کی وساطت سے ہم ان سے یہ کہیں گے کہ ایک تو اس کے لئے، نہیں اس دن بھی اس بات پر اتفاق تھا کہ اس کے لئے بھی ایک سپیشل کمیٹی بنائی جائے گی، سیدو کے لئے انہوں نے علیحدہ کمیٹی بنائی، گومل کے لئے ایک علیحدہ کمیٹی بنائیں اور آپ کی وساطت سے ہم چیف منسٹر سے یہ ریکویسٹ کرینگے کہ وہاں پر طلباء کا، اگر سال ضائع ہو رہا ہے، وہ بھی ہمارے بچے ہیں اور ہم اس بات پر خوش ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے انکے لئے یہ رقم مختص کی ہے اور سیدو جو ہے وہ Recognize ہو جائیگا، لیکن انکے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ گومل کالج کے لئے بھی، چاہے وہ سدرن ڈسٹرکٹس سے ہو، چاہے وہ ہمارے باقی دوست ہوں سب مل کر اس کے لئے آواز اٹھائیں اور آپ کی وساطت سے یہ آواز ان تک پہنچے ایک تو یہ (تالیاں) کمیٹی فوراً بنائی جائے اور دوسرا یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب سے ہم خود بھی ملنا چاہیں گے، آپ کی وساطت سے بھی ان کو یہ بتانا چاہیں گے کہ اس کے لئے بھی رقم مختص کریں اور اگر ان کو ان میں مشکلات در پیش آرہی ہیں، پہلے تو ہونی نہیں چاہیئے تو پھر On the floor of the House میں اپنے ان بھائیوں سے جو کہ سدرن ڈسٹرکٹس سے تعلق رکھتے ہیں کہ جو پیسہ ہمیں پچاس پچاس لاکھ روپے ملا ہے تو ہم Contribute کرنے کے لئے تیار ہیں، دس دس بیس بیس لاکھ روپے ہم دے دیں گے تا کہ ان بچوں کا، میرے گھر سے کوئی بھی بچہ وہاں نہیں ہے، لیکن یا وہ آپ کے بچے ہونگے، کہیں پشاور سے کسی کا داخلہ ہو گا، کہیں سوات سے کسی کا داخلہ ہو گا، وہاں پر پڑھ رہے ہونگے تو ہم Contribute کر لیں گے تا کہ اس کالج کی بھی Recognition ہو سکے۔ Thank you very much sir.

<u>شہزادہ محمد گستاسپ خان</u>: سر!۔

<u>سید مرید کاظم شاہ</u>: جناب سپیکر سر!

<u>جناب سپیکر</u>: شہزادہ گستاسپ خان صاحب۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: Thank you very much sir ایک تو سر، رفعت اکبر سواتی صاحبہ کی جو بات تھی، بڑا افسوس اس بات کا ہے کہ یہ سیشن کے ابتدائی دنوں میں یہ گورنمنٹ کے نوٹس میں لائی تھیں کہ وہ Edible چیز ہے، وہ خراب ہو رہی ہے اور Poisonous ہو رہی ہے جو بچوں اور بچیوں کو نقصان پہنچائے گی، لیکن چونکہ اس میں اب تک کچھ نہیں ہوا تو یہ ہماری Humble request ہے سر، کہ آپ ہاؤس کی کمیٹی کو کام میں لائیں اور اس کے سپرد یہ معاملہ کر دیں، دوسری بات جو انور کمال صاحب نے کی ہے، سر! اسکی تائید میں میں یہ کہونگا کہ گومل یونیورسٹی یا گومل میڈیکل کالج، وزیر صاحب سے ذرا ریکویسٹ ہو جائے کہ Cross talks نہ ہو، یہ بات کر لیں، سر! گومل میڈیکل کالج۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اصل میں آنریبل منسٹر فار لاء کو جواب دینا ہے اور وہ منتظر ہیں کہ آپ کب ان کو موقع دینگے، لیکن آپ جواب کے لئے موقع نہیں دیتے تو اس لئے وہ بیتاب ہیں بے چارے۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): جناب سپیکر صاحب! میں تو ضرور دونگا، لیکن پوائنٹ آف آرڈر کا میرے خیال میں سپیکر کی طرف سے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں مسئلہ جو ہے وہ انتہائی حساس نوعیت کا ہے اسی وجہ سے، جی گستاسپ خان صاحب مختصراً۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: سر! ہم آپ کے مشکور ہیں کہ آپ صوبے کے مسئلوں کو بڑا Seriously لیتے ہیں اور دوسری طرف سے جو ہماری زبان بندی کروانا چاہتے ہیں، لیکن آپ نہیں ہونے دیتے، ہمیں آپ موقع دیتے ہیں کہ ہم لوگوں کی نمائندگی کریں، یہاں پر۔۔۔۔۔

(تالیاں)

ڈاکٹر امتیاز سلطان بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: سر! میں ایک یہ ریکویسٹ کرونگا کہ یہ صوبے کا مسئلہ ہے، گومل میڈیکل کالج بھی ان بچوں کا مسئلہ ہے تو اس صوبے کے بچوں کا مسئلہ ہے، ہم اس میں اس کے ساتھ ہیں، جیسا کہ انور کمال صاحب نے کہا، اگر ایک طرف باسٹھ لاکھ روپیہ دیا جاتا ہے، دوسری طرف اگر حکومت ان بچوں کو Ignore کرتی ہے تو یہ سراسر زیادتی ہے، اگر۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: شہزادہ صاحب! انکی تعریف کریں اور یہاں پر ان سے استدعا کریں کہ ہم آہنگ پالیسی ہونی چاہیئے، Uniform

شہزادہ محمد گستاسپ خان: سر! ہم استدعا کرتے ہیں کہ ان بچوں کا معاملہ بھی Seriously لیا جائے۔

سید مرید کاظم شاہ: پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر۔

محترمہ نسرین خٹک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نسرین خٹک صاحبہ۔

محترمہ نسرین خٹک: Thank you very much jee سب سے پہلے تو میں رفعت اکبر سواتی صاحبہ کی بات کی تائید کرتی ہوں، مختصر یہ کہ یہ Death sentence ہے، اسمیں تو دو باتیں ہو ہی نہیں سکتی ہیں، جو انہوں نے کہا ہے وہ Death sentence کے مترادف ہے، Poisonous edible oil اگر کھایا جائے گا تو اس کے نتائج پر زیادہ بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، It is self explanatory case اچھا دوسری بات یہ ہے کہ انور کمال خان نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے، شہزادہ صاحب بھی اسی بات کی تائید کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: یہ میں جانتا ہوں، انہوں نے Lead لینے کی کوشش کی ہے۔

محترمہ نسرین خٹک: چونکہ انکا تعلق جنوبی اضلاع سے ہے وہ پارلیمانی لیڈر ہیں، اس حساس معاملے میں اگر Lead بھی انہوں نے لی ہے تو چلیں اچھا کیا ہے جی، میں مختصر جی Break up دینا چاہونگی، انہوں نے صرف یہ کہا ہے کہ باسٹھ لاکھ روپے کی گرانٹ کا اعلان حکومت نے کیا ہے۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: جی، آنریبل منسٹر فار لاء۔

جناب ظفر اعظم (وزیر قانون): یہ جنوبی اضلاع کا معاملہ نہیں ہے، یہ سارے پاکستان کا معاملہ ہے، چونکہ گومل یونیورسٹی سارے پاکستان کی اور صوبہ سرحد کی ہے، ہم محترمہ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ صرف جنوبی اضلاع کا معاملہ نہیں ہے۔

Ms Nasreen Khattak: Excuse me, Excuse me jee.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، جی۔

محترمہ نسرین خٹک: میرا پوائنٹ یہ تھا، I would like to clarify آنریبل سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ انور کمال خان صاحب نے Lead لی ہے، In good will, in good faith میں نے صرف یہ کہا تھا کہ، اگر انہوں نے Lead لی ہے تو ان کا تعلق بھی جنوبی اضلاع سے ہے تو سر آنکھوں پر، اور جہاں تک گومل میڈیکل کالج کا تعلق ہے مجھ سے زیادہ کون یہ جانتا ہے، ان کالجوں کا Visit تو میں نے کیا ہے، مجھے پتہ ہے کہ یہاں پر سارے صوبے سے کیا، سارے پاکستان سے لوگ آئے ہوئے ہیں، So I would like to clarify this point on the floor of this House and attentively things should be heard so that mis-statements should not be made. Now the other thing is jee یہ جو باسٹھ لاکھ روپے کی گرانٹ کی بات ہوئی تھی، اس کی Break up میں مختصراً دینا چاہونگی، وہ یہ ہے کہ بارہ لاکھ روپے لائبریری کے لئے، پچاس لاکھ روپے لیبارٹری کے لئے، مزید کلاس فور سرونٹس کی Vacant پوسٹوں کو Fill کرنے کی ضرورت ہے اور ڈاکٹروں کو آسان شرائط پر Appoint کرنے کا بھی اعلان کیا گیا ہے، مزید یہ کہ سیدو میڈیکل کالج کے بچوں کو KMC میں سہولیات دی جائینگی، Hundred Beds (سو بیڈز) کے ہاسٹل کا بھی اعلان کیا گیا ہے، اور جس کے لئے فی الفور کرایہ کی عمارت لی جائے اور یہ جو Meetings ہوئی تھی، اس میں آنریبل سی ایم صاحب نے Chair کیا ہے، مولانا نظام الدین صاحب بھی تھے، مفتی حسین احمد صاحب اور مولانا عرفان اللہ صاحب بھی تھے، انہوں نے جی بہت بڑی مہربانی کی ہے، میں اس بات کو بہت Appreciate کرتی ہوں کہ انہوں نے یہ اعلانات کئے، کیونکہ باقی کالجوں کا کام آسان ہوا ہے، مختصر یہ کہ یہی اعلان دوسرے کالجوں کے لئے بھی دہرایا جائے۔

سید مرید کاظم شاہ: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: میرے خیال میں حکومت۔۔۔۔

(مداخلت)

سید مرید کاظم شاہ: سر! میں ایک منٹ میں بات کرتا ہوں، ایک منٹ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ چیئر کی بات سنیں، ایک تو یہ ہے کہ ہاؤس میں یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ یہ جنوبی اضلاع کا مسئلہ ہے، اس میں سارے صوبے کے Students داخل ہوئے ہیں اور ان کو Admission دیا گیا ہے، کیونکہ تین کالجز ہیں اور میرٹ کی بنیاد پر اس میں Distribution ہوتی ہے تو اس میں سارے صوبے کے Students آتے ہیں۔

جناب محمد مظہر جمیل خان علیزئی: ایک بات میں کرنا چاہتا ہوں، آنریبل منسٹر صاحب نے۔۔۔۔

(مداخلت)

سید مرید کاظم شاہ: ایک منٹ کے لئے مجھے بات کرنے دیجئے، ایک منٹ آپ مجھے دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، مرید کاظم صاحب!

سید مرید کاظم شاہ: سر! پہلے تو محترمہ رفعت اکبر سواتی صاحبہ کی بات کی حمایت کرتا ہوں کہ ایک اہم مسئلہ ہے اس پر فوری توجہ دی جائے، دوسرا سر! آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ جنوبی اضلاع کا مسئلہ نہیں ہے، پورے صوبے کا مسئلہ ہے، میں مانتا ہوں کہ پورے صوبے کا مسئلہ ہے، لیکن یہ اپنے ساتھ ایک امتیازی سلوک کا سوچ سمجھ رہے ہیں کہ آپ سیدو میڈیکل کالج کو باسٹھ لاکھ روپے دے رہے ہیں (تالیاں) ہم خوش ہیں، اس کو دینا چاہئیے، یہ نہیں ہے کہ ہم ان کی مخالفت کرتے ہیں کہ اس کو نہیں دینا چاہئیے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ جب مسئلہ دونوں کا ایک تھا تو دونوں کو برابری پر لینا چاہئیے تھا تو ہم گورنمنٹ سے یہ ریکویسٹ کرتے ہیں کہ فوری طور جو یہ اعلان ہوا ہے، اس اعلان کے مطابق فوری طور پر ڈی آئی خان کے لئے بھی یہ اعلان کیا جائے، تاکہ فوری طور پر اس کالج کی بھی Recognition ہو جائے، کیونکہ یہ اگر نہ ہوا تو یہ ایک تعصب آئے گا کہ جی سیدو والوں نے کر لیا اور ان سے۔۔۔۔

Mr. Speaker: Please order.

سید مرید کاظم شاہ: سر! ایک تعصب پیدا ہوگا، جب کہ ان لڑکوں نے احتجاج نہیں کیا، اگر وہ احتجاج کرتے تو کل سے انشاءاللہ ہم گو مل۔۔۔۔

جناب سپیکر: علیزئی صاحب He is already on the floor میں آپ کو دے رہا ہوں۔۔۔۔

سید مرید کاظم شاہ: وہ کالج کے لڑکے بھی احتجاج شروع کر دیں گے، ان غریبوں نے احتجاج نہیں کیا صرف اپنے حلقے کے ممبرز کو ملے اور دوستوں سے ملے، انہوں نے کہا کہ یہ ملک کا اور پورے صوبے کا معاملہ ہے، لیکن اس کو Ignore کیا گیا ہے تو میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ اس پر فوری عمل درآمد کیا جائے اور یہ باسٹھ لاکھ روپے کی جو منظوری سیدو کالج کے لئے ہوئی ہے، یہ آج ڈی آئی خان کے لئے بھی منظوری دی جائے۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ مظہر علیزئی صاحب!

جناب محمد مظہر جمیل خان علیزئی: شکریہ سر! آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا تھا کہ کچھ دس دن پہلے جب ہم نے یہ سیدو اور گومل میڈیکل کالجوں کا مسئلہ اسی فلور پر اٹھایا تھا، اس وقت آنریبل منسٹر صاحب نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ دونوں میڈیکل کالجوں کے لئے کمیٹی بنائیں گے، ہمیں خوشی ہے کہ انہوں نے سیدو میڈیکل کالج کو فنڈز مہیا کئے ہیں، لیکن ان کا حق بنتا تھا کہ ساتھ ساتھ ڈی آئی خان کے میڈیکل کالج، کیونکہ دونوں کے لئے ایک ہی Date پر اور ایک ساتھ Approve ہوئی تھی اور اگر ان کو یہ فنڈز دیئے جاتے اور سہولیات دی جاتی ہیں تو میرے خیال میں ڈی آئی خان میڈیکل کالج کا بھی حق بنتا تھا کہ یہی سہولیات برابری کی بنیاد پر ان کو بھی دی جاتیں، صرف ہم اس چیز پر احتجاج کر رہے ہیں کہ ادھر بھی ہمارے صوبے کے نوجوان بچے اور بچیاں پڑھتے ہیں اور سیدو میں بھی ہمارے بچے بچیاں پڑھتی ہیں، اگر ان کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے گا تو اگر احتجاج پر یہ فنڈ ملتے ہیں تو کل سے ڈی آئی خان والے احتجاج شروع کر دیں گے۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: جناب بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! ډیره مهربانی د ټولو نه مخکښې خو زۀ دا عرض کوم چې دا زمونږه دے محترمے صاحبے تقریباً به وروستو اجلاس کښې بار بار دا وئیلی وو چه دا غوړی خرابیږی او پکار دا ده چې دا د ماشومانو ته ملاؤ شی، بد قسمتی دا ده چې هغه Contradiction دے هغوې وئیل چې هغه Expire کیږی، زمونږه منسټر وائی چې په هغې باندې تاریخ نشته او 2004 پورے په دې باندې ټائم شته چې دا Expire کیږی نو زۀ دا عرض کومه چې

Immediately چې کوم لوکل مشر چې دے نو هغه د لاړ شی او او د ګوری چې هغه 2004 پورے Expire کیږی نو بیا خو ټهیک ده او که زر Expire کیږی، نو پکار دا ده چې په هغې باندې زر تر زره ایکشن واخستې شی، او د ګومل یونیورسټی خبره ده، د افسوس خبره ده (تالیاں) دا خو بالکل د یو کالج سره زیاتے کوئ، دا جنوبی اضلاع د ټولونه پسمانده علاقه ده او دلته کښې چې میډیکل کالج جوړ دے او مونږه غواړو چې غریبان خلقو، مریضانو ته زیات نه زیات Medical facilities ملاؤ شی نو هله به دا Medical facilities ملاویږی چې دا کالجونه چې دی، نو دا د Recognition کړے شی او افسوس په دې کومه چې دا تاسو ولے په دې تضاد راولئ چې یوے علاقے ته پیسے ورکوئ او بلے ته نه ورکوئ نو دے سره خو خامخا نفرت زیاتیږی او مونږه خو دا غواړو، پکار دا ده چې جنوبی اضلاع ته او Under Developed Area ته دے حکومت بار بار په دې فلور آف دی هاؤس دا Commitment کړے دے، بار بار ئے دا خبره کړی ده چې مونږه به Under developed علاقو ته زیات اهمیت ورکوؤ نو د ډی آئی خان نه زیاته Under developed علاقه به کومه وی او که په دې داسې نه کیږی نو بیا دا خپل فنډز چې کوم ماته ملاؤ شوې دی، نو دا د ډی آئی خان دغے میډیکل کالج ته ورکړے شی، (تالیاں) ځکه چې دا یوه پسمانده علاقه ده۔

ڈاکٹر امتیاز سلطان بخاری: جناب سپیکر صاحب۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جناب ملک ظفر اعظم صاحب! ملک ظفر اعظم صاحب! کافی بحث مباحثہ ہو گیا، آپ حکومت کی بھی سن لیں، پلیز ملک ظفر اعظم صاحب۔

(وزیر قانون): میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، یہ واقعی ٹھیک ہے کہ سیدو شریف کالج کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا ہے، ہمیں اس پر ٹریژری بینچز اور ہمارے ان دوستوں کو دلی خوشی ہوئی ہے کہ ان کے یہ پرابلم حل ہو چکے ہیں، لیکن میں یہ سمجھتا ہوں اور میں خود بھی گومل یونیورسٹی کا First batch student رہ چکا ہوں، (تالیاں) مجھے اس سے بہت زیادہ تکلیف ہوئی کہ یہاں پر یہ بات ہوئی کہ

یہ جنوبی اضلاع کے سر! تھوپا جارہا ہے، حالانکہ جب وہاں پڑھتے تھے تو گومل یونیورسٹی میں تقریباً سارے پاکستان کے لڑکے، یہاں صوبہ سرحد کے ابراہیم جو ہمارے ایم ایم اے کے سربراہ ہیں، وہ بھی گومل یونیورسٹی کا سٹوڈنٹ رہ چکا ہے First batch کا اور بہت سارے سٹوڈنٹس یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، لیکن مجھے تکلیف اس بات سے ہوئی کہ جنوبی اضلاع کا پرچار کرنے والے انور کمال خان نے ایک لفظ نہیں کہا کہ ہم نے اپنے فنڈز سے ایک آنہ بھی دے دیں گے، جبکہ بشیر بلور جو پشاور کا رہنے والا ہے، اس نے سارا فنڈ Donate کر دیا ہے۔۔۔۔

<u>جناب انور کمال خان</u>: جناب والا! میرے خیال میں ان کے کان میں روئی تھی، جس وقت میں نے کہا کہ سب سے پہلے (تالیاں) فنڈز دینے والا میں ہوں گا، (تالیاں) آپ میرے خیال میں گپ لگا رہے تھے اور آپ Attentive نہیں تھے۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: پلیز، انور کمال خان۔

<u>جناب انور کمال خان</u>: میں نے پیسے پہلے۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: Let to clarify the chair ملک ظفر اعظم صاحب، آپ کی اطلاع کے لئے انور کمال خان نے۔۔۔۔

(قطع کلامی)

<u>وزیر قانون</u>: میری بات میں، میرے خیال میں، میں نے کوئی غلطی کی، میں نے کہا کہ ان لوگوں نے انور کمال کا ساتھ نہیں دیا، اس نے یہی فرمایا تھا کہ میں اپنے فنڈز سے پیسے دینے کے لئے تیار ہوں، لیکن ہمارے جنوبی اضلاع کے لوگوں میں کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ہم انور کمال خان کو تین آنے دیں گے، (تالیاں) میرے کانوں میں روئی نہیں ہے، (تالیاں) یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔۔۔۔

<u>جناب انور کمال خان</u>: میں معافی چاہتا ہوں، اگر میں نے غلط سنا ہے۔

(قہقہے)

<u>وزیر قانون</u>: نہیں، میں آپ ساتھ دیتا ہوں۔

<u>Mr. Speaker</u>: No cross talking at all. Please address the Chair Shah Raz Khan, please.

وزیر قانون: مجھے موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: بالکل آپ کو پورا پورا موقع ہے۔

وزیر قانون: تو میں آپکی Chair سے ان جنوبی اضلاع کے علمبرداروں کو یہ تسلی دینا چاہتا ہوں کہ انور کمال، میں اور بشیر بلور، اگر وزیر اعلیٰ نے اس کے لئے اعلان نہیں کیا تو ہم تینوں مل کر اپنے ایم پی ایز فنڈز سے وہاں کے لئے یہی رقم پورا کرینگے، جو رقم وہ دینا چاہتے ہیں۔ (تالیاں) Thank you very much.

جناب سپیکر: مسئلہ حل ہو گیا۔

جناب حفیظ اللہ خان علیزئی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): جناب سپیکر صاحب! میں ان تینوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتا ہوں، میں ان کے ساتھ فنڈز میں شریک ہوں، اگر وہاں کے لئے فنڈ نہیں ہوا۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: آپ دونوں آپس میں فیصلہ کریں۔۔۔۔

سید مرید کاظم شاہ: سر! میں منسٹر صاحب سے افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ منسٹر صاحب۔۔۔۔

جناب سپیکر: قاضی محمد اسد خان صاحب۔

وزیر قانون: یہ تو آپ کے ساتھ بے انصافی ہو گی۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ مسئلہ حل ہو چکا ہے۔۔۔۔

وزیر قانون: جی، یہ مسئلہ حل ہو چکا ہے، باقی اس پر مزید بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بس، No need for further discussion بس ختم ہو گیا ہے۔ Next.

قاضی محمد اسد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر! ایک اور مسئلہ ہے۔

Mr. Speaker: What is the point of order? Please quote the rule which is violated. نہیں بالکل، Either Articles or rules.

Qazi Muhammad Asad Khan: Under the rules, under which we have discussed this case in which the Minister had denied that the case is not in Court and I have brought a proof that the case………

(Interruption)

جناب سپیکر: یہ کیا اس مسئلے کے متعلق ہے؟

قاضی محمد اسد خان: سر! تو پھر میں اس مسئلے کو کیسے سامنے لاؤنگا جو ایک دفعہ مجھے آپ نے فلور پر یقین دہانی کرائی، میں نے یہاں پر جب اپنی قرارداد پیش کی تھی، سوال کیا تھا منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ جو جواب آیا ہے وہ ٹھیک ہے اور میں کہہ رہا تھا کہ وہ کیس عدالت میں گیا ہے اور ٹھیکیدار، انہوں نے کہا تھا کہ نہیں گیا، میرے پاس سر، ثبوت ہیں کہ ٹھیکیدار عدالت میں گیا ہوا تھا، محکمے غلط جواب دیتے ہیں اور ہمارے منسٹرز ان کو Defend کرتے ہیں، میری ان سے گزارش ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: تو آپ کے پاس راستہ ہے، اگر غلط جواب دیا ہے تو آپ پریویلج موشن لائیں۔

قاضی محمد اسد خان: میں اتنا زیادہ آگے نہیں جانا چاہتا، معزز رکن میرے (قہقہے) میں کہتا ہوں کہ، اگر وہ اس کو سمجھ لیں تو بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: سردار محمد ادریس صاحب۔

سردار محمد ادریس (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): اصل میں ہم نے یہ Deny نہیں کیا تھا کہ وہ کورٹ میں نہیں گیا، ہم نے یہ کہا تھا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کورٹ میں گیا ہے، شاید آپ بھول گئے تھے کہ میں نے کیا کہا تھا، Exactly۔۔۔۔

قاضی محمد اسد خان: مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ نے کہا تھا کہ وہ کورٹ نہیں گیا ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز، منسٹر صاحب کو آپ سن لیں نا۔۔۔۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: ہاں جی اور یہ یہاں پر عرض کیا تھا، باقی سب ممبران اس بات کے گواہ ہیں اور یہ ہے کہ آپ آجائیں مل کر انشاءاللہ اس کو Sort out کر لیتے ہیں۔

قاضی محمد اسد خان: میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس کو کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

Mr. Speaker: No cross talking at all please address the chair……

قاضی محمد اسد خان: مسٹر سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ اس کیس کو آپ سپیشل کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: میں آپ سے گزارش کرونگا کہ میں اور آپ دونوں ہی اس کمیٹی میں ہیں اور ہم انشاءاللہ تعالیٰ اس کو Sort out کر لیں گے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے، Next اصل میں رفعت اکبر سواتی صاحبہ نے جو نکتہ اٹھایا ہے، اس کے بارے میں کوئی Explanation ٹریژری بینچز کی طرف سے نہیں آئی ہے، اس کے بارے میں اگر آپ کچھ فرمائیں تو بہتر ہو گا۔

وزیر قانون: یہ تو ایک اہم مسئلہ ہے میں تو سوچ رہا تھا کہ شاید ہمارے جوابات تک متعلقہ منسٹر صاحب آجائیں گے، لیکن میں محترمہ اکبر سواتی صاحبہ کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم اسی ہفتے میں ایک بندہ بھیجیں گے، اگر واقعی وہ Expire ہو رہا ہے تو ان کو کمیٹی میں شامل کر کے اس کو Distribute کرنے کی کوشش کرینگے۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: سر! یہ بات پہلے بھی ہو چکی ہے Concerned Minister نے بھی اس ہاؤس کے فلور پر یہ یقین دہانی کرائی ہے، لیکن کچھ بھی نہیں ہوا، Sir, There is a committee of the House, Standing Committee ہے اس کے حوالے کیا جائے۔

وزیر قانون: سر! بات یہ ہے کہ اب منسٹر صاحب یہاں پر نہیں ہیں شاید انہوں نے کوئی بھیجا ہو اور وہاں پر تحقیق ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: اس پر بحث مباحثہ ہو گیا ہے اور The Cabinet is collectively responsible before this august House مطلب یہ ہے کہ کمیٹی میں قباحت نہیں ہے، اگر کمیٹی کو چلی جائے تو مسئلہ Expedite ہو جائیگا، عوام اور Students کو ریلیف ملے گا تو میرے خیال میں Is it the desire of the House that point raised by honorable MPA Riffat Akbar Swati Sahiba, may be referred to the standing committee concerned?

(The motion was carried)

جناب حفیظ اللہ خان علیزئی: پوائنٹ آف آرڈر سر! ایک بہت گھمبیر مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر، آپ تشریف رکھیں، پلیز، پلیز۔

جناب حفیظ اللہ خان علیزئی: سر! ڈی آئی خان کا ایک اور دوسرا مسئلہ ہے۔

Mr. Speaker: Please. The matter is referred to the standing committee concerned.

(تالیاں)

جناب حفیظ اللہ خان علیزئی: سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: حفیظ اللہ خان علیزئی صاحب۔

جناب حفیظ اللہ خان علیزئی: تھینک یو ویری مچ سپیکر صاحب۔

Mr. Speaker: What is the point of order?

Mr. Hafeez ullah Khan Alizai: Sir, the point of order is

کہ مسلم لیگ حکومت میں میاں نواز شریف نے ڈیرہ اسماعیل خان کے Rickshaw pullers کو موٹر رکشہ۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: It is not a point of order, please.

جناب حفیظ اللہ خان علیزئی: سر! بات سنیں نا، پلیز ان کا۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: it is not a point of order.

جناب حفیظ اللہ خان علیزئی: سر! Kindly ہم ریکویسٹ کرتے ہیں کہ ان بیچاروں کے قرضے معاف کئے جائیں، وہ لوگ بہت غریب لوگ ہیں سر!

جناب سپیکر: اس پر آپ ایڈ جرمنٹ موشن لائیں، اس پر آپ قرارداد لائیں یا پھر آپ سوال کے ذریعے پوچھ سکتے ہیں، Next۔

جناب عبدالماجد: پوائنٹ آف آرڈر، سر! زۂ بہ جناب یو وړوکے غوندے گزارش کوم۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ غیر منقولہ جائیداد ٹیکس (ترمیمی) آرڈیننس کا پیش کیا جانا

جناب سپیکر: ماجد خان صاحب! تہ خو ډیر زوړ پارلیمنټرین ئیی، آئٹم نمبر 7

Item No. 7. The honorable Minister for Excise and Taxation NWFP to please lay on the table of the House. The North West Frontier Province urban Im-movable property tax (Amendment) ordinance 2003, Honorable Minister for Excise and Taxation N.F.F.P please.

Mr. Fazal Rabbani (Minister for Excise and Taxation): The North West Frontier Province urban immovable property tax (Amendment) ordinance, 2003. Short title and commencement. This ordinance may be called, The North West Frontier Province

urban Immovable property Tax (Amendment) ordinance, 2003. It shall come into force at once. In schedule 1 in the entry at serial No. 4, for the existing entry at clause 'C'

(Interruption)

Mr. Speaker: Minister Sahib please, say I beg to lay the……..

Mr. Bashir Ahmad Bilour: Sir, we have to talk about that.

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر زهٔ خبره کوم۔

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! ماته اجازت راکړه چې دا مونږه Oppose کوؤ، دا مونږ نه منو۔

جناب سپیکر: جی صحیح ده، عبدالاکبر خان هغه خواوشو جی۔

جناب عبدالاکبر خان: تاسو، دا کوم آرډیننس چې دوئ دلته کښې راوړے دے اوس به هغه۔۔۔۔

جناب سپیکر: رول78

جناب عبدالاکبر خان: نه 77 خو کار اونه شو جی، Leave خو وانه اغستې شوه، خو خیر۔۔۔۔

جناب سپیکر: Leave ئے واغستو۔

جناب عبدالاکبر خان: نه جی، Leave وانغستو، هغه ئے صرف Introduce کړۀ۔۔۔۔

(شور)

جناب بشیر احمد بلور: جناب یہ تو۔۔۔۔

Mr. Speaker: Introduced. It is in the stage of introduction.

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! I am not going in to technicalities، لیکن جو یہ Amendment to schedule to West Pakistan Act (V) انہوں نے پیش کیا ہے کہ of 1958 اس میں جناب سپیکر آپ دیکھیں کہ اس "سی" میں لکھا ہے "c'' Total of A and B multiplied by locality Factory مجھے تو ڈکشنری میں Locality factory کا کوئی لفظ نظر نہیں آرہا کہ Locality Factory کیا چیز ہوتی ہے؟ Factor ہو سکتا ہے ہاں، لیکن یہ تو Factory ہے (شور) یہ آرڈیننس تو ٹیبل ہی غلط ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جناب آنریبل منسٹر فار ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میرے دو پوائنٹس اور بس۔

جناب سپیکر: اچھا۔

جناب عبدالاکبر خان: میں آپکی خدمت میں عرض کر دوں تو پھر منسٹر صاحب اکٹھے جواب دیدیں گے۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: اچھا جناب سپیکر! آپ اس میں دیکھیں کہ انہوں نے لکھا ہے کہ In schedule 1 in the entry at serial No. 4 آپ کے پاس بل ہوگا، At Serial No. 4 for the existing entry at clause ‘c’ the following shall be substituted جناب سپیکر! کلاز فور میں جو اوریجنل ایکٹ ہے اس میں تو نہ "بی" ہے اور نہ "سی" ہے، یہ تو کلاز تھری میں ہے (تالیاں) اور تیسری بات جناب سپیکر! آپ اس میں جو دو ہے اس میں پھر "سی" کے نیچے جو لکھا ہے، اس میں لکھا ہے کہ Total of A and B multiplied by locality factory. A and B original جو اس میں A+B تو ہیں، A+B اور A and B میں فرق کیا ہے کہ یہ Amendment لا رہے ہیں، ٹھیک ہے شاید کم از کم مجھے ان دونوں میں A+B اور A and B ہیں تو کوئی خاص فرق نظر نہیں آتا، شاید ان کو پتہ ہو، اس لئے جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ Clarification ہے، اگر A and B جب ہو جائے تو Multiplication بھی آسکتا ہے، اگر A+B ہو جائے تو مطلب ہے کہ یہ Clear نہیں ہے۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: کیوں اس میں Multiplication آسکتا ہے، A+B کا مطلب ہے جمع کرو اور A and B کا مطلب ہے کہ جمع کرو تو پھر وہ بھی جمع ہے اور یہ بھی جمع ہے۔

جناب سپیکر: تو Multiplication بھی۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: اس کو صرف ضرب دینی ہے (قہقہہ) جناب سپیکر، آپ اس میں دیکھیں جناب کہ جو، Six میں آپ دیکھیں جناب اوریجنل کا Six جو اوریجنل تھا۔

Mr. Speaker: Building acquired for the use of offices.

جناب عبدلاکبر خان: نہ،نہ سر، یہ 6 میں لکھا ہے کہ The tax shall be calculated on the basis of covered areas only. The area of the plot as required per item 5 (a), Janab Speaker, 5 (a).

Mr. Speaker: 5 (a).

Mr. Abdul Akbar Khan: Area in square yard.

Mr. Speaker: Area in square yard.

جناب عبدالاکبر خان: اچھا، اس میں تو لکھا ہے کہ Above shall not be taken for computing the tax. This is to encourage the institutions and providing sports and other recreational facilities to their student's اور ادھر تو انہوں نے لگا دیا، ادھر تو کہتے ہیں کہ یہ نہیں، اس کے لئے تو انہوں نے Amendment بھی نہیں لائی، اس میں، Six میں تو کوئی Amendment نہیں لائے۔

جناب سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! دا Technicalities چې کوم پوائنټ آؤټ شوې دی، دا بالکل 100 پرسنټ ټهیک ده خو زما دا ریکویسټ دے چې دا بل چې دے دا مونږه دلته Unanimously یو قرارداد پاس کړے دے، هغې کښې مونږه دا ریکویسټ کړے دے حکومت ته او حکومت Unanimously پاس کړے دے، چې د هاؤس ټیکس چې دے پرائیویټ چې کوم خلق پخپله استعمالوی، هغے باندې به ټیکس نه وی، اسلامی نظریاتی کونسل هغې کښې لیکلی دی، نو دا بیا د ټیکس I'm-movable property او د دې کورونه ټیکسونه هم راځی نو زما دا ریکویسټ دے، دا بل چې پیش شوې دے، دا زمونږه د هاؤس پریویلج چې دے، دا زمونږ Shatter شوې دے پکار دا ده دوئ دے مخکښې مونږه ته هغه اوښائی، زمونږ په دی کال اټنشن نوټسز دی، زمونږ ایډجرنمنټ موشنز دی، پریویلج موشنز دی، نو پکار دا ده چې دا خو تاسو Introduce کړؤ دا زمونږ د ټول هاؤس پریویلج چې دے دا تاسو Shatter کړؤ، پکار دا ده چې د دې پریویلج موشن تاسو راولئ چې مونږ هغې باندې خبرې اوکړؤ، دا خو بالکل Illegal غوندې خبره ده، دلته دوئ پیش کړه۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر! که اجازت وی؟

جناب سپیکر: آنریبل منسٹر فار لاء۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): جناب سپیکر! پہلے وہ لایا جائے، کیونکہ اس سے تو سارے، اگر اس کو مد نظر رکھیں تو پھر تو بہت سارے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ اعتراضات Consideration کے Stage پر آسکتے ہیں اور اب مسئلہ یہ کہ The Ordinance stands laid

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! زما دا عرض دے چې دا شے چې دے نو دے باندې پریویلج زمونږ Shatter شوے دے، تاسو څنګه دا، مونږ خو هډو دامنو نه، دا په کوم قانون باندې تاسو دا وائی، Why it is laid? Return to the Benches on the floor of the House.

جناب سپیکر: نہیں یہ صرف Introduction ہے، آپ Consideration کے۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

وزیر قانون: یہ Introduction stage میں ہے، وہ تو انہوں نے Oppose کر دیا ہے۔

جناب بشیر احمد بلور: یہ Introduction بھی غلط ہے، دیکھیں جی یہ آپ ٹیبل کرنا جو ہے، یہ بھی آپ کے سیکرٹریٹ نے زیادتی کی ہے کہ۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: یہ اب Consideration کے Stage پر ہے۔

جناب بشیر احمد بلور: کیونکہ Legally ہم یہ کہتے ہیں کہ اس پر Already ہمارے پریویلج موشنز پڑے ہوئے ہیں، آپ کیسے اس کو ٹیبل کرتے ہیں؟ یہ تو آپ کے سیکرٹریٹ نے زیادتی کی ہے، پوری اسمبلی کے ساتھ کہ ایک چیز غلط ہے اور اس کو یہاں لائے ہیں، یہ تو ظلم ہوا ہے اور آپ چاہتے ہیں (تالیاں) ہم تو یہاں ایسے نہیں بیٹھتے، یہ تو بالکل ناجائز ہے۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: بشیر بلور صاحب! جب پریویلج موشن آجائے تو پھر آپ اس پر ڈیبیٹ کر سکیں گے، ناں۔

جناب بشیر احمد بلور: آپ کی بات درست ہے پریویلج موشن جب آئے گا، مگر اس سے پہلے آپ ایک آدمی کو ذبح کر دیں اور پھر کہیں کہ ہم نے اس میں جان ڈالنی ہے تو پھر آپ جان کیسے ڈالیں گے؟۔۔۔۔۔

(مداخلت/قطع کلامی)

جناب انور کمال: جناب سپیکر زۂ عرض د رته او کړمه۔

جناب بشیر احمد بلور: ایک چیز ہے اس پر Already آپ کی گورنمنٹ نے Unanimously ایک قرارداد پاس کی ہوئی ہے کہ یہ غلط ہے، یہ ختم ہوگا اور پھر آپ اس کو ٹیبل کرتے ہیں تو یہ کونسے قانون میں آپ کررہے ہیں؟ ہمیں یہ قانون بھی ذرا بتائیں ناں اور میں آپ سے یہ عرض کروں کہ یہ چیز اتنی زیادتی ہے، کہ آپ کی گورنمنٹ کی طرف سے بھی زیادتی ہے کہ آپ کے سیکرٹریٹ کو یہ بھیجنا ہی نہیں چاہئیے تھا اور پھر آپ کے سیکرٹریٹ کو چاہئیے تھا کہ پہلے پریولج موشن لاتے اور اس کے بعد اس کو یہاں لاتے۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر۔۔۔۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں بشیر بلور کے ساتھ اس لئے متفق ہوتا کہ وہ تو ٹیبل کرنا چاہئیے اور وہ جب آئے گا تو بحث ہوگی، اگر وہ Prove ہوگیا تو اس کے بعد، تو پھر ٹھیک ہے۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: انور کمال خان۔

جناب انور کمال خان: سپیکر صاحب! عبدالاکبر خان او دوئ ډیره روغه خبره اوکړه، بده خبره ئے نه ده کړئے، دا اسمبلی کښې مونږه چې څه وختے قانون سازی کوؤ دا څومره کسان زمونږه ممبران دلته کښې ناست دی، تاسو مونږ نه دا توقع لری چې یو طرف ته دے گورنمنټ بنچز ناست وی او بل طرف ته د اپوزیشن ناست وی، دا خو بار بار په دې هاؤس کښې دا تسلی ورکړے شوې ده چې که چرے یو داسې Amendment وی چې مونږ پوهیږو چې دا د دې صوبے په مفاد و کښې دے نو هغې کښې د اپوزیشن او د گورنمنټ سوال هم نه پیدا کیږی خو خبره دا ده چې که چرته داسې قانون سازی سړے بلډوز کوی چې تاسو د چانه دلته تپوس اوکړی، عبدالاکبر خان خو یو Law knowing سړے دے، بشیر خان به پرے پوهه وی، زۂ به ور باندې پوهه نه یمه چې مونږه دا

قانون سازی کوؤ لګیا یو، یو Amendment راولو هغه څه د پاره کوؤ؟ نو که تاسو سبا ترے تپوس اوکړئ چې Those who are in favour او هر یو سړے اووائی چې یره چونکه دا خو د ګورنمنټ طرف نه یو منسټر Move کړے دے نو Simply because to support the government. The treasury benches would say, ok, yes نو د دې څه فائده تاسو ته نه ملاویږی؟ او اپوزیشن به وائی د دې، تاسو ته پکار دا ده، دے Objectives د اوښودلے شی، چې د دې بل Introduce کول یا د دې Amendments راوستل، د دې مقاصد څه دی؟ چې دا خلق ور باندې پوهه وی، نو کم از کم چې په دې باندې هر یوسړے پوهه وی نو دے کښې د اپوزیشن او د ټریژری بینچز خبره پکښې ختمه شی۔

جناب سپیکر: جناب عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! دے دواړو آنربیل ممبرز ډیر Important point ته ستاسو توجه راوګرځوله او جناب سپیکر، مونږه هم دا وایو چې کله دا اسمبلی شته او دے اسمبلی سره د لیجسلیشن پاؤر شته نو بیا داسې آرډیننس راوستل چې هغه د اسمبلئ د اجلاس نه څلور یا پینځه ورځے وړاندے، چې ښه پته وه چې مونږ په 8 تاریخ باندې ریکوزیشن داخل کړے دے او 14 days کښې به تاسو اجلاس راغواړئی او 15 تاریخ او په 16 تاریخ باندې ښه ورته پته وه چې یوه هفته شوې ده چې مونږه ریکوزیشن جمع کړے دے، تاسو آرډیننس چې په ګورنر صاحب باندې راوستو، ګورئی جی جناب سپیکر، بل پاس کیدل خو جدا Stage دے خو Implementation خو Start دے جی، Under the constitution once an ordinance is promulgated, it is like a law, it is an Act اوس خو دا ستاسو هغه Formalities مونږ پورا کوؤ، اوس خو ستاسو قانون دے اوس که دغه پیسے یا دوئ چې دا کوم حساب کتاب ئے روړے دے، دا خو دوئ لګیا دی شروع ئے کړې ده، ځکه ئے شروع کړی ده چې آرډیننس خو 15 تاریخ باندې Promulgate شو چې آرډیننس Promulgate شو نو مطلب دا دے زمونږه هغه پرویلج موشن یا مونږ د دې اسمبلئ یو متفقه قرارداد پاس کړے وو هغه خو لاړو، جناب سپیکر! مونږ دا خواست کوؤ چې که ستاسو ګورنمنټ څه لیجسلیشن کوی، هغه د دوئ حق دے چې دوئ لیجسلیشن اوکړی

خو چې اسمبلی شته دے نو په ځائے د دې چې په آرډیننس باندې لګیا دے نن چې په دې باندې Date چې کوم اچولے شوې دے جناب سپیکر، تاسو پخپله اوګورئ په دې باندې 17th April, 17th April means, that the opposition had given the requisition، تاسو جی څلور پینځه ورځے پس Date کیښودو چې په 21 تاریخ باندې به د اسمبلئ اجلاس وی، اوس په 17th باندې د آرډیننس د راوستو ضرورت څه وو؟ او چې تاسو راوستو نو بیا خو تاسو په دې باندې عملدرآمد شروع کړؤ، نو زمونږه چې کوم هغه قرارداد پاس شوې وو تاسو که مونږه ته اووائی چې په Consideration stage کښې به هغه دغه کړو، اوس خو دے باندې دا Already داسې Consider کیږی لکه چې دا پاس دے، دے باندې خو کار شروع دے، دے باندې خو حساب کتاب ډیپارټمنټ شروع کړے دے، جناب سپیکر! دا خو ځما په خیال ایم ایم اے لیډران چې دی همیشه طور هغوی په آرډیننس باندې لیجسلیشن مخالفت کړے دے، د قاضی صاحب، د فضل الرحمن صاحب Statements پراته دی چې په آرډیننسز باندې لیجسلیشن غلط شوې دے، مونږه هم دا وایو چې تاسو سره دلته اسمبلی شته دے میجارټی د رسره شته، تاسو ئے پاس کولے شئ نو ولے په آرډیننس باندې لیجسلیشن کوئ؟ او بیا داسې لیجسلیشن چې دے د اسمبلئ یو متفقه قرارداد Already پروت دے۔

<u>جناب سپیکر</u>: جناب فضل ربانی صاحب۔

<u>وزیر محصولات وآبکاری</u>: جناب سپیکرا دا چې کوم Amendment دے، د دې هغه قرارداد سره څه تعلق نشته، قرارداد چې کوم پاس شوې دے، هغه زمونږ وزیر اعلیٰ صاحب کیبنټ ته ریفر کړے دے او هلته په هغے باندې مونږه مختلف میټنګز شوی دی فنانس سره، لا سره، مونږه ګورو چې هغه د Implementation څنګه پروګرام هغې ته اوکړو، قانون سازی وائی دے ته، دا صرف دلته د میتهس یوه خبره ده چې 2 x 2+2 په کلی کښې چې یو سړی ته اوائ نو هغه وائ چې 4=2+2 او ضرب 2 مساوی 8، میتهس والا وائی چې نه 6=2+2=4+2، صرف دے کښې د میتهس یوه خبره ده، د Covered area خبره نه ده، د ریټس سیوا کولو خبره نه ده، په هغے کښې نور څه Amendment

نشته، صرف د میتهس یوه غلطي ده چې 2 x 2+2 په کلي کښې خلق وائي دا 8=2 x 4=2+2 او میتهس والا وائ چې نه 6=2+4=2+2 Multiply به مخکښې وی، د میتهس دا اصول دی، مونږ صرف هغے کښې یو Correction دے ، ملګرو ته دا درخواست کوؤ چې هغه Correction صرف صحیح کوؤ، کومه چې خبره د پریویلج موشن راشی قرارداد باندې ، هغې باندې خبره هم کوؤ، مشترکه خبره ده، په هغې زمونږه اجلاسونه شوې دی، په هغې مونږه ناست یو په ګهنټو ګهنټو، هغه خبره دلته نه اپوز کول دی، نه د قرارداد دلته څه خبره ده، Amendment زمونږ هلته د میتهس په اصولو، چونکه مونږ هم د بانډو خلق یو، مانه یو سړے تپوس اوکړی زهٔ وایم 2 x 2+2 دا 8 شو، میتهس والا وائی چې دا 6 شو، مونږه صرف هغه غلطي ده چې A plus B, total of A plus B multiply by locality factor هغه خبره ده-----

(قطع کلامیاں/شور)

جناب بشیر احمد بلور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر هغه خو رولز سره-----

(قطع کلامیاں/شور)

جناب مشتاق احمد غنی: جناب سپیکر! اس بل کا اس قرارداد سے گہرا تعلق ہے۔

جناب سپیکر: جناب بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! د منسټر صاحب مشکور یو، دا بالکل مونږه منو، دا Clerical mistake دے خو دے یو بل کښې تاسو اوګورئی چې یو فیکټر په ځائے کښې فیکټری دے، دا هم پکښې غلطي ده نو خیر په دې Clerical mistake باندې به مونږ خبره نه کوؤ، زما صرف پوائنټ دا دے چې دا یو شے دے Immovable property باره کښې تاسو دا پیش کوئی لګیا ئیی آن دی فلور آف دی هاؤس او فلور آف دی هاؤس باندې یو Unanimous resolution پروت دے چې هغې کښې دا دی چې Immovable property چې دا پرائیویټ کورونه چې د چا دی، هغے باندې به ټیکس نه وی نو It means they are again contradicting our own that resolution. صرف

زما مقصد دا دے مونږ دا Clerical mistake خیر دے Factor یا Factory دا هیڅ پرابلم نشته خو پرابلم دا دے چې یو شے مونږ منلے دے د هغې باوجود تاسو دا راولئ په فلور آف دی هاؤس نو هغه چې زمونږ Actual خبره ده، هغه پکښې ختمیږی نو زما دا ریکویسټ دے چې دا د واپس کړے شی او په هغے عمل اوشی، په هغے باندې خبره اوشی، بیا هغے نه پس دا راوړئ کنه۔

جناب سپیکر: هغې خو شته دے ، مطلب دا دے Stands laid دا خو دغه شی۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر ، غلط دے ، دا Original یعنی Basic bill غلط دے جناب، تاسو غلط یو بل دلته کښې Laid کوئ په هاؤس کښې ، دے Reconsideration باندې خو۔۔۔۔

جناب سپیکر: Amendments په کښې راوړے شی کنه، ته پکښې راوړے شے۔

جناب عبدالاکبر خان: څنګه به راوړم؟ Amendment خو هغوی راوړے دے، دا زما۔۔۔۔

(قطع کلامیاں/شور)

Mr. Speaker: Please one person, one person please.

جناب مشتاق احمد غنی: ہم نے جو تحاریک استحقاق جمع کروائی ہیں وہ ابھی تک یہاں پر آئی ہی نہیں ہیں،اس دوران یہ بل لانا،اس صوبے کے عوام کے خلاف ہے یہ غریب لوگ ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں چاروں آپس میں فیصلہ کرلیں کہ کس کو بولنا ہے؟

جناب مشتاق احمد غنی: جناب آپ سے ریکویسٹ ہے کہ اس بل کو اسی Stage پر Reject کیا جائے، پہلے ہماری تحریک استحقاق کو لایا جائے اور اس کے بعد بات ہوگی، اسی پر ہی تحریک استحقاق ہم نے پیش کی ہے، پورے ہاؤس کا اس پر ایک Unanimous decision ہے۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین نے ایوان سے واک آؤٹ کیا)

وزیر قانون: سپیکر صاحب! مجھے عبدالاکبر خان سے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بحث کے دوران یہ خود ہی لڑے اور خود ہی واک آؤٹ کیا، نہ حکومت کا موقف سنا، نہ حکومت کی سنتے ہیں، خود چاروں لڑے ہیں اور خود انہوں نے واک آؤٹ کیا ہے، یہ تو بہت افسوس کی بات ہے۔

قاری محمد عبداللہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی، قاری محمد عبداللہ صاحب۔

قاری محمد عبداللہ: شکریہ جناب سپیکر! ایک بہت ہی Serious اور اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: اچھا۔

قاری محمد عبداللہ: نریاب سمال ڈیم ہمارے حلقہ پی ایف 43ہنگو میں، جس جگہ پر تعمیر ہو رہا ہے، وہاں کے کئی باشندے ہیں، جن کی زرعی زمینیں اس ڈیم کی وجہ سے متاثر ہوئی ہیں اور لوگوں کے رہائشی مکانات بھی تو اس سلسلے میں، میں جناب وزیر خزانہ، سینیئر منسٹر صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ ان متاثرین کے لئے مناسب معاوضہ کے بارے میں کچھ اعلان فرمائیں۔

جناب سپیکر: قاری عبداللہ بنگش صاحب مزید کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

قاری محمد عبداللہ: میں یہی گزارش کروں گا کہ ہمارے سینیئر وزیر جناب سراج الحق صاحب، اگر ہماری اس درخواست کی طرف التفات فرماتے ہیں تو ٹھیک ہے، اگر التفات نہیں فرماتے ہیں تو ہم احتجاج کرنے والوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب سراج الحق صاحب! قاری عبداللہ بنگش صاحب نے کچھ فرمایا ہے۔

قاری محمد عبداللہ: سمال ڈیم نریاب کے متاثرین کے بارے میں، اگر کچھ ارشاد فرمائیں تو بہتر رہے گا، کئی دنوں سے وہ ہمارے پیچھے پڑے ہیں۔

جناب سراج الحق (سینیئر وزیر): جناب سپیکر! میں ان کا بڑا مشکور ہوں، مولانا اپنے علاقے کے لوگوں کے مسائل کے حوالے سے بڑے حساس ہیں اور کل یہ جو جرگہ لائے تھے، ان سے میں نے ملاقات کی ہے اور میں نے کہا ہے کہ یہ صرف ایک علاقے کا ڈیم نہیں ہے، بلکہ بہت سارے علاقوں میں اللہ کا احسان ہے کہ اس طرح کے ڈیم بن رہے ہیں تو باقی صوبے کے لئے ہمارے جو اصول، جو رولز اور جو قواعد ہیں ان ہی کے مطابق ان کے علاقے کے لوگوں کے ساتھ بھی ہمارا معاملہ ہو گا، انہوں نے بتایا کہ وہاں پر ایک گھر ہے جو اس ڈیم کی زد میں آرہا ہے تو میں نے کہا کہ اس کے بارے میں ہم Specific اور خاص طور پر دیکھیں

گے اور جو بھی ہماری طرف سے ریلیف ہوسکتی ہے یا جو وہاں پر ٹھیکیدار ہے اس کی طرف سے کوئی Special relief ہوسکتی ہو تو انشاءاللہ اس کے بارے میں ہم ان کے ساتھ تعاون کریں گے۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی۔

جناب انور کمال خان: ہمارے اپوزیشن کے بھائی جو واک آؤٹ کر گئے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب انور کمال خان: تو آپ کی وساطت سے ان (وزیر قانون) سے استدعا ہے کہ وہ ان کے پاس جائیں اور اس چیز کو Delay نہ کریں اور ان کو واپس لے کر آئیں۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: انور کمال صاحب! یہ اگر دن میں چار مرتبہ کرلیں تو ہم ان کو منانے کے لئے چار مرتبہ جائیں گے؟ (قہقہے) کسی بات پر ہو، کوئی معقول بات ہو، معقول بات نہیں ہے اور وہ جارہے ہیں تو پھر ہم کیا کریں؟

جناب انور کمال خان: بات یہ ہے کہ اس میں جذباتی بات نہیں ہے، وہ ہمارے بھائی ہیں اور یہ واک آؤٹ کرنا، احتجاج کرنا ان کا حق ہے، چاہے وہ دن میں دس مرتبہ کرلیتے ہیں، وہ دن میں اگر دس دفعہ بھی واک آؤٹ کریں تو اس پر آپ کو مشتعل نہیں ہونا چاہیئے اور میں آپ سے پھر یہی ریکویسٹ کروں گا۔

جناب سپیکر: انور کمال خان صاحب! تاسو او ظفر اعظم صاحب ورشئ۔

جناب مظفر سید: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: مظفر سید صاحب۔

جناب مظفر سید: جناب سپیکر صاحب شکریه، زما پوائنټ آف آرډر دے سرا! سراج صاحب توجه نه فرمائی، نو بیا به څه نه کیږی۔

جناب سپیکر: پلیز، آرڈر پلیز، سرفراز خان پلیز، پلیز۔

جناب مظفر سید: جناب سپیکر صاحب! کوم فنډ چې تاسو ایم پی ایز ته ورکړے دے، پچاس پچاس لاکھ روپئی، د هغې دا کوم پراسیس چې روان دے په کوم

انداز باندې نو ماته دا ویره ده بلکه دا خدشه ده چې د جون نه مخکښې دا نه پورا کیږی، لهذا دا پیسے لیپس کیږی، نو په دې باندې-----

جناب سپیکر: زما په خپل خیال تاسو پرون په هاؤس کښې نه وئ دا Non lapsableدی او پرون مسنټر صاحب فلور آف دی هاؤس باندې یقین دهانی ورکړې ده، دا Lapse کیږی به نه، جی ابراهیم قاسمی صاحب۔

جناب ابراہیم خان: جناب سپیکر صاحب! اجازت دے ؟

جناب سپیکر: جی، ابراہیم قاسمی صاحب۔

قاری محمد عبداللہ: موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

جناب ابراہیم خان: جناب سپییکر، شکریه، زما د علاقے یو ضروری مسئله ده۔

جناب سپیکر: جی!

جناب ابراہیم خان: ستاسو توجه هغې طرف ته راغواړم جی، زمونږ د علاقے نوتهیه قدیم په هغے کښې د 24 تاریخ نه مسلسل د ایکسائز اهلکار راځی او چهاپے ئے شروع کړی دی او د دې چهاپو دوران چې دے هغوې د چادر او چار دیواری خیال هم او نه ساتلو او کورونو ته بغیر د څه وارنټ، بغیر د څه نوټس نه داخل شول او په هغے کښې د زنانو بے عزتی هم اوشوله، په هغه کښې یو کور جی چې د اکرم نامی کس دے په هغه کښې چې کله داخل شو، زنانه هم موجود وو په هغه کښې نور څوک نه وو یو ماشوم ئے راروان کړو چې کله بهر ئے اوویستلو، هغه د کاندارانو هغه ماشوم ایسار کړو چې دے خو مونږه تاسو ته نه پریږدو، بیا نیمے گهنټے پورے په هغې باندې بحث مباحثه جاری وه بیا هغه خلق راغلل، روډ ئے بند کړو او احتجاج ئے اوکړو، اوس هغه خلقو دغه دهمکی ورکړې ده چې ایکسائز والا د خپله رویه سمه کړی او که سمه نه کوئ، هم دغه شانتے بے عزتی جاری وی نو بیا به چې د دې حالاتو ذمه دار هم داایکسائز اهلکار وی، نو ایکسائز مسنټر صاحب موجود دې مهربانی دی اوکړئ چې دوئ د هغوې اهلکارو رویه سمه کړی جی۔

Mr. Speaker: Fazal Rabbani Minister for Excise please

جناب فضل ربانی (وزیر محصولات وآبکاری): دا خبره خو زما ورور ما سره ځان هم کولے شوه او د دوئ که په دې باره کښې څه ثبوت وی هغه د راوړی، کوم اهلکار چې دا سې کوی، ټیکس غونډول بیله معامله ده او دا چادر او چار دیوارئ تقدس پائمال کول بیله معامله ده، د هغې خلاف به مونږه ایکشن اخلو۔

جناب مظفر سید: جناب سپیکر صاحب! د دې نه بل ثبوت څه کیدے شی چې بیا ورله ثبوت والا راولو؟ دا زنده ثبوت نه دے؟ مسنټر صاحب دے باندې پرے آوړی راوړی؟ د دې صحیح جواب دے ورکړی۔

جناب سپیکر: جناب حاجی حبیب الرحمن صاحب۔

جناب ابراہیم خان: بالکل جی په سوونو خلق جی هغې کښې مونږ تاسو ښودلے شو چې سوونو خلقو په مخکښې د ورځ راغلی دی او دغه ئے کړی دی او هغه خلق دا هم وائی چې مونږ ورته دومره اووئیل چې مونږ ته طریقه کار اوښائی، مونږ اوس جائیداد تقسیم کړے دے، مونږه ته د طریقه کار اوښائی چې د دې څه طریقه ده؟ اوس مونږ څه اوکړو؟ صرف دومره اوکړئ چې یو دوه ورځے مهلت راکړئ او طریقه کار راته اوښائی او وائی چې هغوئ هیڅ مونږ له څه جواب رانه کړو او۔۔۔۔

جناب سپیکر: آنریبل منسټر چې کومه نکته اوچته کړې ده هغه Valid نکته ده، مطلب دا دے۔۔۔۔

قاری محمد عبداللہ: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی!

قاری محمد عبداللہ: اگرایک ایم پی اے کی زبانی فلور آف دی ہاؤس۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ قاری عبداللہ صاحب، میں کہنے والا تھا، لیکن آپ مجھے بولنے نہیں دیتے، مصیبت یہ ہے۔

قاری محمد عبداللہ: ٹھیک ہے، جی۔

جناب سپیکر: آنریبل منسٹر نے جو نکتہ اٹھایا ہے یہ Valid نکتہ ہے، اس پر اعتبار کرنا چاہیئے، وہ بھی معزز ایوان کے آنریبل ممبر ہیں اور میرے خیال میں، اگر کسی نے زیادتی کی ہے تو They should be taken to task.

جناب حبیب الرحمن: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، حاجی حبیب الرحمن صاحب۔

جناب حبیب الرحمن: مہربانی جناب سپیکر! ستاسو په وساطت باندې ایکسائز اینډ ټیکسیشن منسټر ته مے دا عرض دے چې زمونږ په ملاکنډ ډویژن کښې نان کسټم پیډ ګاډی دی، تقریباً تیس هزار دی، مخکښې د آصف اقبال صاحب سره چې کوم دا قلمدان وو، ما دوئ سره خبره کړی وه، دا د حکومت په کروړو روپے تاوان دے، زما دا عرض دے چې دوئ د فوری طور، په دې کښې دوه خبرې دی، یا خو دا چې په دې ملاکنډ ډویژن کښې ډسټرکټ لوکل ګورنمنټ چې کوم دے، هغوې ته دوئ اختیار ورکړی چې روډ ټیکس په هغوې باندې اولګوی، د حکومت په کروړونو روپئی ضائع کیږی یا د دوئ د فیډرل ګورنمنټ سره دا مسئله Take up کړی او دا په کسټم کښې دے خلقو له ریلیف ورکړی50% پورے، هغه خلق په دې نه، د کروړونو روپو ګاډی دی او هغه په بے دردئ سره، هلته کښې خلقو ته ډیر لوئے تکلیف دے، پولیس ئے نیسی هر وخت او دا پرخول دی چې چا ته دے زړه ښه نه وی، هغه ګاډی نیسی وائ دا غیر قانونی دی، نو ما مخکښې دوئ سره دا خبره زبانی کړې وه، په دې کښې دوه درے میاشتے اووتے، زهٔ د Minister concerned ته ستاسو په وساطت باندې دا خبره کومه چې-----

(تالیاں)

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین ہاؤس میں واپس آگئے)

جناب سپیکر: جی!

جناب حبیب الرحمن: چې دا مسئله سنګینه مسئله ده-----

جناب سپیکر: جی۔

جناب حبیب الرحمن: دا د قومی مفاداتو مسئله ده، حکومت ته په دې کښې ډیر لوئے Loss دے اوس، نو مهربانی د دوئ اوکړی که د فیډرل ګورنمنټ سره دوئ دا مسئله اوچته کړی او لوکل ګورنمنټ ته دا شے حواله کړی چې

ډسټرکټ ګورنمنټ په دې باندې صرف روډ ټیکس اولګوی، د دې نه هم به په لکھونو کروړونو روپو آمدنی وی نو دا زۀ وایم چې یره دوئ په دې باندې په سنجیدګئ سره غور اوکړی او دوئ د مسئلے څه حل راوباسی چې پولیس خلق نه تنګوی۔۔۔۔

جناب سپیکر: فضل ربانی صاحب!

وزیر آبکاری و محاصل: معزز رکن چې کومه خبره اوچته کړه د دې تعلق د فیډرل ګورنمنټ سره دے، د ګاډو کسټم ډیوټی او هغے فیصله کول، پیکج ورکول دا د فیډرل ګورنمنټ خبره ده، زمونږه هغه له به رجسټریشن کوؤ چې هغوئ هلته کسټم باره کښې فیصله اوکړی، روډ ټیکس به هله اخستے کیږی چې هغه رجسټرډ شی او داسې فیصله مونږ نه شو کولے چې هغه زمونږ د ګورنمنټ سره متعلقه نه وی، مخکښې به هغوې یوه کمیټی جوړه کړې وه، بیا هم هغوې ته مونږ وایو نو د کمیټی اعلان اوکړئ او دے باره کښې فیصله اوکړئ، بهرحال د دغے علاقو څه ممبرانو مونږ سره رابطه کړې وه چې دا خبره ښه نه ده چې دے طریقه باندې نور ټیکسونه په علاقه باندې اولګوی نو دوئ د خپلو کښې فیصله اوکړی او بیا چې دے، مشترکه خبره به مونږ کوؤ۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کے۔۔۔۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب۔

وزیر قانون: میں اپوزیشن اراکین کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بات مان لی۔

جناب سپیکر: جی، تھینک یو۔ شاہ راز خان۔

جناب شاہ راز خان: زما ګزارش دا دے جی دے منسټر صاحب چې کومه خبره اوکړه چې دا مرکزی سبجیکټ دے، نو مرکزی سبجیکټ خو دا کسټم ایکټ چې دے یا کسټم هغوې باندې لګول، دے کښې رجسټریشن دے، رجسټریشن ایکټ ملاکنډ ډویژن ته Extend دے، د دې وجه نه زما ګزارش دا دے چې د دې ګاډو د پاره دوئ یو داسې طریقه را اوباسی چې هغه په خلقو باندې بوجھ نه وی، حکومت ته د هغې نه فائده هم ملاؤ شی او خلقو ته هم د هغې نه فائده ملاؤ شی، خواه مخواه په روډونو باندې ګاډی ګرځی، خواه مخواه خلق هغه سهولت

Avail کوی نو پکار دا ده چې د دې منسټر صاحب، حکومت د دې یو حل راوباسی، مونږ ورسره Co-operation کوؤ کیبنو او د دې په باره کښې څه فیصله به او کړو۔

سالانہ ترقیاتی پروگرام، آئندہ بجٹ اور تعمیر سرحد پروگرام پر وزیر خزانہ کی اختتامی تقریر

<u>جناب سپیکر</u>: جی، جی۔ Next جناب سراج الحق صاحب سے استدعا ہے کہ وہ Concluding speech کا آغاز کریں Discussion on provincial Finance Commission coming budget and Taamer-e-Sarhad programme.

<u>جناب سراج الحق (سینیئر وزیر)</u>: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ محترم سپیکر صاحب، معزز اراکین اسمبلی، میں نے کل توجہ کے ساتھ بہت ہی اہم مسائل پر جناب انور کمال خان صاحب، مرید کاظم صاحب، مشتاق غنی صاحب، سکندر شیر پاؤ صاحب، میاں نثار گل صاحب، رفعت اکبر سواتی صاحبہ، نسرین خٹک صاحبہ اور عبدالاکبر خان صاحب، جمشید خان صاحب اور زرگل صاحب، اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب اور حبیب الرحمن خان صاحب کی تقاریر سنی ہیں، میرے خیال میں ہماری اس اسمبلی میں سب سے زیادہ جن اہم موضوعات پر گفتگو ہوئی ہے، وہ کل کی تقاریر تھیں اور مجھے اس پر بہت خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے معزز ممبران اسمبلی نے پوری تیاری کے ساتھ اس موضوع پر گفتگو کا حق ادا کیا ہے، ہمارے ایک دو ساتھی اور بھی رہ گئے تھے، میں چاہتا تھا کہ وہ بھی اپنی گفتگو کر لیتے، لیکن بہر حال۔۔۔۔۔

<u>جناب بشیر احمد بلور</u>: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر، ایک عرض میں منسٹر صاحب سے کروں کہ مجھے پتہ ہے، مگر میں نے اس بارے میں سٹارٹ میں ہی کی تھی اور آپ اس دن تشریف فرما نہیں تھے، اس کے بارے میں میں نے بات کی ہوئی ہے، پہلے دن میں نے اس کے بارے میں بات کی ہے۔

<u>سینیئر وزیر</u>: صحیح ہے جی، بہت شکریہ۔

<u>جناب سپیکر</u>: بشیر بلور صاحب نے سٹارٹ لیا تھا۔

<u>سینیئر وزیر</u>: اچھا بشیر بلور صاحب نے سٹارٹ کیا تھا، لیکن میں کل اس انتظار میں تھا۔۔۔۔۔

<u>Mr. Speaker</u>: Honorable was the opener.

<u>سینیئر وزیر</u>: بہت شکریہ جی، میں چاہتا تھا کہ ان کو بھی سن لوں، لیکن بہر حال غیر حاضری کی وجہ سے میں اس سے محروم رہا، میں اس پہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت صوبہ سرحد کی آبادی ایک کروڑ اور ستر

لاکھ پر مشتمل ہے اور پورے پاکستان میں انتہائی غربت کا شکار علاقہ ہے اور یہ وہی علاقہ ہے، جس میں 44 فیصد لوگ غربت کی حد کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، صوبہ سرحد ایک ایسا علاقہ ہے جہاں گزشتہ عرصہ دراز سے، 1992 میں ہماری جو غربت تھی، یہاں 36 فیصد لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے تھے، لیکن سات آٹھ سالوں میں ہم نے، اگر کسی چیز میں ترقی کی ہے تو وہ غربت ہے اور 36 فیصد کی بجائے اب یہ بات 44 تک پہنچ گئی ہے اور اس بات کا خطرہ ہے کہ، اگر Proper منصوبہ بندی اور لائحہ عمل مرتب نہیں کیا گیا اور اس طرح مزید بارہ سال بھی گزر گئے تو شاید یہ بھی افریقہ کی طرح غریب خطوں میں شمار ہو جائیں گے، جہاں لوگ اور انسان، انسان کے گوشت کھانے پر مجبور ہیں، صوبہ سرحد کا بیشتر علاقہ پہاڑی علاقوں پر مشتمل ہے اور یہاں میدانی علاقے انتہائی کم ہیں، بلکہ جنوبی اضلاع کے چند اضلاع کے علاوہ پشاور، مردان، بنوں اور ایبٹ آباد وغیرہ میدانی علاقے ہیں اور غربت کی ایک بنیادی وجہ سمندر سے دوری بھی ہے، جس کی وجہ سے یہاں صنعتی ترقی نہیں ہو سکی، گدون امازئی جو ایک صنعتی قبرستان ہے مرکز نے، چونکہ اپنی مراعات واپس لی ہیں اور اس کی وجہ سے بھی بہت ہی خسارے کا سامنا کرنا پڑا ہے اور یہ صنعتی یونٹ جب بند ہو گئے، اس کی وجہ سے ہمارے بے شمار مزدور اپنے روزگار سے محروم ہو گئے ہیں اور اس وقت صوبہ سرحد میں (666) چھ سو چھیاسٹھ کارخانے ہیں جن میں (313) تین سو تیرہ اب بھی بند پڑے ہیں، مرکز نے وعدہ کیا تھا کہ ان علاقوں کے لئے بجلی کی مد میں ہم خصوصی رعایت دیں گے، درآمدی ڈیوٹی یہاں معاف کر دیں گے، لیکن افسوس یہ ہے کہ مرکز نے وہ تمام مراعات واپس لے لیں اور اس کے نتیجے سے کچھ تو وہ کارخانہ دار بھی یہاں سے بھاگ گئے اور میری نالج اور علم میں یہ بات آئی ہے کہ اب بھی کراچی میں کچھ پوائنٹس ایسے ہیں، جہاں گدون امازئی کے نام پہ کارخانے لگے ہیں اور اشیاء پر ان کی مہر ہمارے دیکھنے میں آئی ہیں، لیکن یہاں صوبہ سرحد میں آمدنی جو ہے، صوبہ سرحد کی آمدنی، یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ سترہ روپیہ فی کس اوسط آمدنی صوبہ سرحد میں، جبکہ پاکستان کے باقی دیہات میں یہ (28) اٹھائیس روپیہ فی کس آمدنی ہے تو تعلیم کے لحاظ سے، روزگار کے لحاظ سے اور غربت کے لحاظ سے بلکہ صوبہ سرحد ہر لحاظ سے پیچھے ہی پیچھے چلا جا رہا ہے، میں اس بات پہ خوش ہوں کہ، اگر ایک بیمار کو اپنی بیماری کا احساس ہو جائے تو یہ علامت اس بات کی امید ہے کہ انشاءاللہ اس کا علاج ہو سکے گا، یہاں جس طرح

اسمبلی کے ممبران کو احساس ہے ان مسائل کا، تو اس کے نتیجے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان شاءاللہ ہم اپنے مسائل حل کر سکیں گے، اس وقت جو سب سے بڑا مسئلہ ہے اور جو مرکز کے ساتھ وابستہ ہے وہ قابل تقسیم پول ہے، جواب تک اس انداز سے نہیں ہو سکا کہ، جس کی بنیاد پہ صوبہ سرحد بھی باقی صوبوں کی طرح ترقی کر سکے، اور ہم چاہتے تھے کہ مرکزی حکومت ہماری ان تمام آمدنی کو جو ان کو حاصل ہے، اس وقت وہ علاقے کی غربت کے لحاظ سے تقسیم کر لیتے تو اس کے نتیجے میں بڑا فائدہ ہمیں پہنچ جاتا، لیکن افسوس ہے کہ اب تک یہ نہیں ہو سکا اور انہوں نے جو اصول بنائے ہیں کہ وفاق ساٹھ فیصد اور اس طرح صوبوں میں یہ 37 فیصد، لیکن ہم چاہتے ہیں کہ وفاق اپنا حصہ کم کر لے اور صوبوں کو اس میں کم از کم (40) چالیس فیصد اپنا حصہ دے دیں اور اس کو تقسیم کر لیں تو اس سے غریب علاقوں کو اور پسماندہ علاقوں کو فائدہ ہوگا، اس وقت جو حکومتی امداد ہے، Subvention ہے جو پسماندگی کی بنیاد پہ ہے وہ بھی قابل توجہ ہے اور گزشتہ 1997 کے NFC ایوارڈ کے تحت اپنی پسماندگی کی وجہ سے صوبہ بلوچستان اور صوبہ سرحد حکومتی امداد کے مستحق تھے اور یہ کوئی سات بلین روپے اس وقت بنتے تھے، لیکن وہ بھی اس انداز سے تقسیم نہیں ہو سکا اور اب تک ہمیں ان مشکلات کا سامنا ہے، اس طرح ضلعی امداد بھی ہے اور ہم چاہتے تھے کہ وہ بھی ایسی بنیاد پہ تقسیم ہو، جس سے غریب علاقوں کو اور پسماندہ علاقوں کو فائدہ ہو، لیکن مرکزی حکومت وہ بھی نہ کر سکی اور اس اسمبلی کے فلور پہ میں یہ مطالبہ کرنا چاہوں گا کہ اپنی اولین فرصت میں مرکز این ایف سی کا اجلاس دوبارہ بلائے اور جتنے بھی مسائل اٹکے اور مسائل پھنس گئے ہیں، جس کی وجہ سے صوبوں کو گونا گوں مشکلات کا سامنا ہے انہی کو حل کر لے، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صوبہ سرحد، اگر ترقی نہیں کرتا ہے تو پاکستان ترقی نہیں کر سکتا اور، اگر مرکز صوبہ سرحد کے بارے میں کوئی امتیازی پالیسی اختیار بھی کر لیتا ہے تو اس کا نقصان نہ صرف صوبہ سرحد کو ہے، بلکہ پورے پاکستان کو ہے، میں جناب سپیکر! عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صوبہ سرحد کو سمندر سے دوری کی وجہ سے ویسے بھی بہت سارے مسائل کا سامنا ہے، اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس خطے کو ایک Rich خطہ قرار دیا ہے، اس میں پانی ہے، اسمیں جنگلات ہیں، اس میں معدنیات ہیں اور اب ثابت ہوا ہے کہ یہاں گیس کے بے انتہا ذخائر موجود ہیں، کاش اگر حکومت پاکستان بروقت ہمارے اس پانی کا استعمال اور جنگلات کے لئے یہاں مقامی طور پر کارخانے اور ہماری معدنیات

کو نکالنے کا انتظام اور خصوصاً ہمارے پاس جو قیمتی پتھر موجود ہیں ان کے لئے کارخانوں کا اہتمام کرلیتی تو صوبہ سرحد کی قوت پاکستان کی قوت ہے اور صوبہ سرحد کی آمدنی میں، اگر اضافہ ہوتا تو اس سے پورے پاکستان کو فائدہ پہنچ جاتا، میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ سرحد کا مزدور انتہائی جفاکش ہے اور محنتی ہے اور ان مزدوروں کے پسینے سے کراچی شہر آباد ہوا ہے، ان مزدوروں کے پسینے سے خلیج میں بہت بڑی بڑی بلڈنگز ہمیں نظر آرہی ہیں، یہ ہماری ذمہ داری ہے (تالیاں) کہ اگر حکومت پاکستان اس پسینے کے لئے اور اس قوت کے استعمال کے لئے اور اس صلاحیت کے استعمال کے لئے یہیں منصوبہ بندی بنالیتی مرکزی حکومت تو میں سمجھتا تھا کہ آج پاکستان اور بھی ترقی کر جاتا اور میں اس فلور پر اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بھی علاقوں میں احساس محرومی ہے تو اس احساس محرومی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی پاکستان کے خلاف ہے، پاکستان کو توڑنا چاہتا ہے، برباد کرنا چاہتا ہے، لیکن جب عوام دیکھتے ہیں کہ حکمرانوں اور عوام کے درمیان معیار زندگی میں فرق ہے اور حکمران عرش پر رہ رہے ہیں جبکہ عوام فرش پر رہتے ہوں تو اس سے احساس محرومی پیدا ہوتا ہے اور گزشتہ دنوں جمالی صاحب تشریف لائے تھے، میں نے ان سے بھی یہی عرض کیا تھا کہ لوگ ڈیرہ اسماعیل خان کے بھی پریشان ہیں اور لوگ پشاور کے بھی پریشان ہیں اور لوگ اسلام آباد کے بھی پریشان ہیں، لیکن جب لوگ دیکھتے ہیں کہ حکمران عوام کی طرح زندگی نہیں گزارتے ہیں اور لوگ دیکھتے ہیں کہ مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہے حکمران اور عوام کے درمیان تو اس انداز حکمرانی سے ایک احساس محرومی پیدا ہوتا ہے، چودہ سو سال قبل خلافت کا نظام جو ہمارے لئے آئیڈیل ہے اور ہمارے لئے نمونہ ہے، اس میں لوگ دیکھتے تھے کہ اگر لوگوں کے کپڑے پھٹے اور پرانے ہیں تو انہوں نے امیر المومنین کو دیکھا کہ ان کی قمیص میں بھی بارہ بارہ پیوند نظر آتے تھے، اس سے لوگوں کو احساس ہوتا تھا کہ حکمران ہماری طرح ہیں اور یہ حکمران یہی تھے کہ راتوں کو اٹھ کر، کیونکہ ان کو احساس ہوتا تھا کہ اگر فرات کے دریا کے کنارے کوئی کتا بھی پیاس سے مرے گا تو اس کے بارے میں مجھ سے سوال ہوگا، افسوس یہ ہے کہ چھپن (56) سالوں سے یہاں جو انداز حکمرانی ہے، وہ وہی ہے جو انگریز نے ترکے میں ہمیں چھوڑا تھا اور ہمیں اس پہ ایک شرمندگی سی ہے کہ ہماری گاڑیاں، ہمارے بنگلے، حکمرانوں کا طرز و بود باش اور عوام کے ساتھ رویہ آج بھی وہی ہے، جو انگریز یہاں آئے تھے اور وہ جس طرح غلاموں کے

ساتھ تعلق رکھتے تھے اور دفتر کے باہر ان کو بیٹھا بیٹھا کر انہیں انتظار کرواتے تھے تاکہ ان کی خودی قتل ہو جائے اور وہ احساس کمتری کے شکار ہو جائیں، آج بھی اسی طرح کا ایک ماحول اس پاکستان میں ہے، اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کو بھی اور صوبہ سرحد کو بھی اس انداز حکمرانی میں ایک انقلاب لانا چاہئیے اور، جس فیصلے میں اور وسائل کی تقسیم میں جہاں عوام کی شرکت نہ ہو تو اقبال نے فرمایا تھا کہ :

ے جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی

اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

پھر لوگ اٹھتے ہیں اور بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور میں پاکستان کے عوام سے بھی اور حکمرانوں سے کہتا ہوں کہ، اگر پرامن طریقے سے عوام کو وسائل میں شریک نہیں کیا گیا تو پھر انقلاب کا راستہ کوئی نہیں روک سکتا، (تالیاں) پھر وہاں خونی انقلاب آتا ہے، لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اب چونکہ جمہوریت بحال ہو گئی ہے اور گاڑی اپنی پٹڑی پر روانہ ہو چکی ہے تو ایک پرامن اور استدلال کے ذریعے ہر علاقے کے عوام کو اس کا حق دینا چاہئیے اور وسائل میں عوام کو شریک کرنا چاہئیے، میرے محترم جناب سپیکر صاحب! بجلی کا خالص منافع، افسوس یہ ہے کہ آئین میں یہ بات موجود ہے، 1973 کے آئین کے آرٹیکل 161 (2) کے مطابق وفاقی حکومت یا کسی ایسے ادارے کی طرف سے جو وفاقی حکومت نے قائم کیا ہو یا اس کے زیر انتظام ہو۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: سراج الحق صاحب یہ Net profit National Finance Commission پر کل یا پھر آج موقع ملا تو آج سے Debate شروع ہو گی، لیکن کل اس پہ Debate ہے، یہ Annual Development programme، بجٹ اور تعمیر سرحد پروگرام پر بحث ہو چکی ہے تو آپ۔۔۔۔۔

<u>سینئیر وزیر</u>: میں عرض کرنا چاہتا ہوں، بجلی پہ میں خاص طور پر بات کرنا چاہوں گا اور میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس پر آپ مجھے دوبارہ موقع دیں گے۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی! دوبارہ، دوبارہ۔

<u>وزیر خزانہ</u>: کل بجٹ پر میں نے اپنے معزز اراکین اسمبلی کی جو تقاریر سنی ہیں میں بالکل Fair ہوں، میں Clean ذہین رکھتا ہوں اور برملا اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میں ہر چیز میں، ہر شخص کو جو اسمبلی میں

عوام نے بھیجا ہے، شریک کرنا چاہتا ہوں (تالیاں) اور کل میں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ سے کہا ہے کہ آپ ہر ضلع کے، ہر ڈویژن کے ممبران اسمبلی کو بٹھائیں اور ان سے پوچھیں کہ ان کے علاقے کی ضروریات کیا ہیں؟ ان کی ترجیحات کیا ہیں؟ بجٹ کا مسئلہ ہو یا منصوبہ بندی کا مسئلہ ہو، میں سمجھتا ہوں کہ جتنا میں مخلص ہوں، ایک سینیئر وزیر کی حیثیت سے انشاءاللہ حزب اختلاف کا ہر ممبر بھی اتنا ہی سیریس ہے اور اتنا ہی وہ بھی مخلص ہے، اس لئے کہ یہ کسی ایک پارٹی کا صوبہ نہیں ہے اور نہ کسی فرد واحد کا صوبہ ہے، یہ ہم سب کا ہے اور اس اسمبلی میں 124 ممبران کی یہ موجودگی اس بات کی علامت ہے کہ یہاں ایک کروڑ اور بچھتر لاکھ لوگوں کے نمائندے بیٹھے ہیں، اس لئے سب کو لیکر چلنا چاہتا ہوں، کوئی انفرادی طور پر آکر مجھے مشورہ دے دے، لیکن میں نے ڈیپارٹمنٹ سے بھی کہا ہے پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ والوں سے بھی کہ ایک ایک ضلع کے لوگوں کو بلا کر ان سے پوچھیں، ان کی ترجیحات ان سے پوچھیں اور اس لئے انشاءاللہ جو بجٹ بنے گا اور ترقیاتی کام کا جو نقشہ بنے گا تو روڈ میپ بنے گا، اس میں ہم تمام ممبران اسمبلی کو شریک کریں گے (تالیاں) اور میں سکندر شیرپاؤ صاحب کی کل کی بات سے اتفاق کیا ہے کہ ماضی سے سبق لینا چاہئیے، اس لئے ہم ماضی سے سبق لینا چاہتے ہیں اور اس راستے پر چلنا نہیں چاہتے ہیں، جس کی وجہ سے پرانے حکمران ناکام ہو گئے ہیں، (تالیاں) اور ہم ایک روشن مستقبل کی طرف بڑھنا چاہتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے وسائل کم ہیں اور ہماری چادر جو ہے اس وقت، ویسے بھی یہ جو پٹھانوں کی چادر ہوتی ہے، یہ پرانی ہوتی ہے، لیکن پرانی چادر کے مطابق ہم اپنے پاؤں پھیلانے کی کوشش کریں گے تاکہ ہمارے پاؤں ننگے نہ رہیں، بلکہ بدن کے ہر حصے کو ہماری چادر صحیح طریقے سے ڈھانپ سکیں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں، جناب سپیکر صاحب! کہ اگر اسمبلی کے یہ لوگ جتنے بھی یہ موجود ہیں، پرانی روایات سے ہٹ کر اور بالکل ایک جمہوری انداز کو اپنالیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب امریکہ میں الیکشن ہوتا ہے تو ایک منتخب صدر ایک سابق صدر کو چین بھیجتا ہے سفارت کے لئے، لیکن یہاں جب الیکشن ہوتا ہے تو پرانے حکمران کو لوگ جیلوں میں ڈالتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ، اگر برطانیہ میں کبھی الیکشن ہوتا ہے تو پہلے اجلاس میں حزب اختلاف کو بٹھا کر شریک مشورہ کیا جاتا ہے، اس سے اس کی وقعت اور عزت میں کوئی کمی نہیں آتی، اگر اپوزیشن کو شریک مشورہ کیا جائے، میں اطمینان دلاتا ہوں اور مجھے اس بات کا بھی

احساس ہے، کالجز میں میں نے پڑھاہے، یونینز میں حصہ لیاہے اور اس نے یونین میں الیکشن جیتا بھی ہے، لیکن پہلے ہی اجلاس میں ہارے ہوئے Candidates کو اپنے ساتھ شریک مشورہ کیااور، جس کی وجہ سے پورا سیشن Smooth طریقے سے چلا ہے، میں اسی پر اختتام کرتا ہوں اس لئے کہ ہمارا آخری Discussion نہیں ہے، کسی شاعر نے کہاہے کہ:

؎ وطن کی ریت ذراایڑھیاں رگڑنے دو

مجھے یقین ہے پانی یہیں سے نکلے گا

اگراخلاص ہو، اگر محبت ہو، جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ایڑھیاں رگڑیں تواللہ تعالیٰ نے اس سے زم زم پیدا کیاہے، ہم بھی اگر محنت کرلیں اور خلوص کے ساتھ آگے بڑھیں تو یہاں بھی اللہ تعالیٰ ہمیں زم زم سے نوازے گا، جو پوری انسانیت کے لئے کار خیر کاذریعہ ہوگا۔ وآخر دعونا ان الحمد اللہ رب العالمین۔

جناب وجیہہ الزمان خان: محترم جناب سپیکر صاحب! ایک بات میں کر لوں جناب، وضاحت منسٹر صاحب کی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی!

جناب وجیہہ الزمان خان: میں جناب آنریبل منسٹر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں۔۔۔۔۔

جناب وجیہہ الزمان خان: میں ایک تھوڑی سی وضاحت کرلوں سر، اس کے بعد آپ جو چاہیں کرلیں، میں آنریبل منسٹر کی باتوں کی، ان کے جذبات کی بہت قدر کرتاہوں کہ انہوں نے جو باتیں کیں ہمارا بھی یہی نظریہ ہے، ہمارا بھی یہی ذہن ہے، لیکن دو باتوں کی میں تھوڑی سی اور تشریح چاہونگا، انہوں نے کہاکہ جی عوام اور احکام، اس میں یہ ہے کہ ہم جب اسمبلیوں میں آتے ہیں تو ہم As حکام یا حکومت کرنے نہیں آتے، ہم یہاں نمائندوں کی حیثیت سے آتے ہیں ہم MPAs ہوتے ہیں، منسٹرز ہوتے ہیں، چیف منسٹرز ہوتے ہیں، صرف ایک ذمہ داری کا فرق ہے، اصل جو حاکم ہونے چاہییں وہ عوام ہونے چاہییں نہ کہ ہم لوگ ہونے چاہییں، فرسٹ پوائنٹ، سیکنڈ انہوں نے بڑی اچھی بات کی کہ جب کوئی جیتتاہے تو سب سے

پہلے اسے اپوزیشن کو اعتماد میں لینا چاہئیے، لیکن مجھے بڑے دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج چھ سات مہینے ہو چلے ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب نے کبھی ہمیں بلا کے کے کوئی میٹنگ نہیں کی، کبھی اعتماد میں نہیں لیا اور اگر اعتماد میں لیتے تو شاید آج اتنی بے چینیاں سامنے نہ آتیں، (تالیاں) لیکن سراج الحق صاحب نے جو باتیں کیں میں ان کا بڑا مشکور ہوں اور انہی سے امید بھی رکھتا ہوں کہ یہ جو کہہ رہے ہیں، انشاءاللہ، انہوں نے پہلے بھی ماضی میں بھی جو کہا ہے، اس پر عمل کیا ہے، آج بھی ہم ان سے امید کرتے ہیں کہ یہ ان باتوں کو عملی جامہ پہنائیں گے، Thank you sir.

Mr. Speaker: The house is adjourned for tea break.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی چائے کے لئے ملتوی ہوگئی)

(وقفے کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

شہزادہ محمد گستاسپ خان: سر! کورم پورا نہیں ہے۔

نیٹ ہائیڈل پرافٹ پر بحث

Mr. Speaker: Mr. Abdul Akbar Khan MPA, to please start his discussion on Net profit.

جناب عبدالاکبر خان: تھینک یو ویری مچ، جناب سپیکر! یہ بہت اچھی بات ہے کہ ہم آج صرف Net profit پر یہاں پر Speech کریں گے اور آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس پر بولنے کا موقع دیا، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ سرحد کے جتنے بھی مسائل ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس سے پہلے کہ آپ سٹارٹ لے لیں، جھگڑا صاحب پر رحم کریں ان پر رحم کرلیں۔

جناب عبدالاکبر خان: نہیں جی، جھگڑا تو، وہ بیٹھتا نہیں۔

جناب افتخار احمد خان جھگڑا: جناب سپیکر صاحب! آپ کا مشکور ہوں، لیکن وہ بہت تکلیف میں پھر بیٹھے ہیں۔

جناب عبدالاکبر خان: اچھا جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبے کا انتہائی اہم اور Crucial issue ہے، بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب ایشوز سے زیادہ اہم ایشو ہے اور اس پر ہمارے صوبے کے مستقبل کا دارو مدار ہے، میں پریس کے بھائیوں سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ اس ایشو کو جتنا بھی High light کر

سکیں اس کو High light کر لیں، کیونکہ جناب سپیکر، ہم نے گزشتہ کئی اسمبلیوں میں اس طرح کی قرار دادیں اس کے متعلق پاس کیں، لیکن اس کا کوئی نتیجہ بر آمد نہیں ہوا، ہم یہاں پر متفقہ قرار داد پاس کر لیتے ہیں، لیکن نتیجہ اس سے کوئی بر آمد نہیں ہوتا،اس کے لئے ابھی ہمیں کوئی ٹھوس منصوبہ بندی اور ٹھوس قدم اٹھانا پڑے گا اور اسی وجہ سے اپوزیشن میں رہتے ہوئے ہم نے اس کو ایجنڈے میں شامل کیا، کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اس صوبے کا سب سے اہم مسئلہ ہے اور اگر پہلے ہمیں چھ ارب روپے ملتے تھے تو ریونیو بجٹ سے چار، پانچ ارب روپے ہم ADP میں یا اس چار، یا پانچ ارب روپے کی ADP بن سکتی تھی، لیکن جناب سپیکر، جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے، جیسے جیسے آبادی بڑھتی جا رہی ہے، آپ کا ریونیو بجٹ اوپر تک جا رہا ہے اور آپ کی Shrink ADP ہوتی جا رہی ہے، یعنی کم ہوتی جا رہی ہے اور وہ وقت زیادہ دور نہیں ہے، جناب سپیکر! اگر حالات یہی رہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ تین چار سالوں میں، اگر یہی حالات رہے تو آپ کے صوبے کے ساتھ Developmental side پر ایک پیسہ بھی نہیں رہے گا اور پھر اس کے بعد، پانچ سال یا دس سال بعد، میں تو سمجھتا ہوں کہ پھر آپ کے پاس تنخواہوں کے بھی پیسے نہیں ہوں گے، کیونکہ آپ ریونیو بجٹ اتنا Increase کرتا جائیگا، کیونکہ آبادی آپ کی بڑھتی جائے گی، ریونیو بجٹ Increase کرتا جائے گا اور Resources آپ کے پاس ہونگے نہیں تو آپ پیسہ کدھر سے لائیں گے؟ یہی ہم کہہ رہے ہیں کہ جی ہمارا یہ حق ہے، ہمارا یہ قانونی آئینی حق ہے جو ہمیں نہیں دیا جا رہا ہے، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ آرٹیکل (2) 161 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

161 (2) "The net profit earned by the Federal Government, or any undertaking established or administered by the Federal Government from the bulk generation of power at a hydro-electric station shall be paid to the province in which the hydro-electric station is situated".

جناب سپیکر! پھر اس میں انہوں نے Explanation بھی دی ہے کہ

"For The purposes of this clause 'Net profits' shall be computed by deducting from the revenues accruing from the bulk supply of power from the bus-bars of a hydro-electric station at a rate…..

(Interruption)

Mr. Speaker: 162, 162?

جناب عبدالاکبر خان: نہ جی، Article 161, sub Article (2)

Mr. Speaker: 161, Sub Article (2).

جناب عبدالاکبر خان: یہ آپ رولز دیکھ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں یہ Constitution ہے، Constitution، قاضی صاحب!

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! آپ ذرا ان الفاظ کو دیکھیں۔

''At a rate to be determined by the Council of Common Interest. The operating expenses of the station, which shall include any sums payable as taxes, duties, interest or return on investment, and depreciation, and element of obsolescence, and over heads, and provision for reserves".

جناب سپیکر! یہ تو آئین نے ہمیں اختیار دیا ہے ہمارے صوبے کا، کہ جس صوبے میں ہائیڈرو الیکٹرک سٹیشن Situate کرے گا وہاں پر Bus-bars سے یعنی جہاں پر سٹیشن ہو گا اور جہاں پر بھی بجلی بنے گی، وہ بجلی Count ہو گی، اگر یہ 47% Losses لاتے ہیں یا 30% Losses لاتے ہیں، اس سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہو گا، یعنی جتنی بھی بجلی بنے گی، جتنی بھی بجلی بنے گی، جس پر اس کا جتنا خرچہ آئے گا، اسی خرچے کو Deduct کر کے باقی صوبے کو دیا جائیگا اور یہ Council of Common Interests decide کرے گی، اب جناب سپیکر! میں آرٹیکل 154 کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

The Council of Common Interest. Article, 154 (1). The Council shall formulate and regulate policies in relation to matters in part (ii) of the Federal legislative list and, in so far as it is in relation to the affairs of the Federation, the matter in entry 34 electricity, in the concurrent legislative list and shall exercise supervision and control over related institution".

Specifically mention ہے کہ الیکٹرسٹی کے متعلق جو بھی 161 میں ہے، یہ فیصلہ کون کریگا؟ Council of Common Interests یہ فیصلہ کرے گی کہ کتنا اس کا حصہ بنتا ہے، صوبے کا حصہ بنتا ہے، جناب سپیکر! اسی Council of Common Interests نے ایک شخص کو جس کا نام تھا اے جی این قاضی، اے جی این قاضی کو یہ ٹاسک سونپا اور میں یہاں پر تھوڑی سی اس کے Credibility کے متعلق بھی بتانا چاہتا ہوں، جناب سپیکر، کہ اے جی این قاضی اس ملک کا چیئرمین پلاننگ کمیشن،

سیکرٹری جنرل جو صرف دو اشخاص گزرے ہیں، اس سارے پاکستان میں ایک غلام اسحاق خان اور ایک اے جی این قاضی، سٹیٹ بینک کا گورنر رہ چکا ہے اور بھی کافی اعلیٰ عہدوں پر رہ چکا ہے، آج بھی اس کی یہ حالت ہے کہ وہ ہاتھ میں تھیلا پکڑ کر سبزی خرید رہا ہے، اس اے جی این قاضی کو حکومت نے کہا کہ اس چیز کی Determination کریں کہ کتنا پیسہ اس صوبے کو دیا جائے گا؟ جناب سپیکر! میرے خیال میں اے جی این قاضی کا فارمولا کسی کے پاس نہیں ہوگا، لیکن میں نے کہیں سے یہ پیدا کیا ہے، جناب سپیکر! یہ اے جی این قاضی، انہوں نے فارمولا دیا ہے جناب سپیکر! اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ This is a net profit. It is not royalty یہ رائلٹی نہیں ہے، یہ نیٹ پرافٹ ہے اور جو بعض لوگ ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ جی 10% اے جی این قاضی نے کہا کہ 10 % بڑھے گا، نہیں نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے، اس نے تو ایک Straight, simple formula دیا کہ اس فارمولے کے حساب سے آپ اپنا حساب کتاب کریں گے، کیا فارمولا ہے جناب سپیکر؟ اس نے یہ کہا ہے کہ یہ سارا تو میں خیر نہیں پڑھنا چاہتا، لیکن اس نے کہا کہ جو بھی ہائیڈرل جنریشن پر خرچہ ہوگا، جو بھی ہائیڈرل جنریشن پر خرچہ ہوگا، وہ Distribution cost، ٹرانسمیشن کی Cost اور جو بجلی کا ریٹ ہے، اس سے وہ کاٹا جائے گا اور Per unit جتنا پیسہ آئے گا، اس سے جو سارا ہائیڈرل پاور پھر جو بجلی پیدا کریں گے، اس سے Multiply کیا جائے گا، مثال کے طور پر Cost of transmission per unit، 7.33 پیسہ، یہ 85-1984 کی بات کر رہا ہوں، یہ ان کا ہے 85-1984 اس وقت جناب 7 پیسے Transmission cost تھی اور 11 پیسے Distribution تھی اور ساری جو Cost تھی، اس کی اس وقت بجلی کی قیمت جناب سپیکر، 49 پیسے تھی، یہ لکھا ہے، اس وقت بجلی کی قیمت 49 پیسے تھی جناب سپیکر، یہ جو خرچے ہیں یہ نکال کر 29.97 یعنی 30 پیسے فی یونٹ، 49 پیسے قیمت تھی اور اس نے Established کیا کہ 30 پیسے یونٹ کے حساب سے اس وقت 85-1984 کی میں بات کر رہا ہوں کہ یہ Per unit جتنا بھی ہمارے سٹیشن تربیلا، ورسک، جبن جتنی بھی بجلی پیدا کریں گے، آپ اس کو 30 پیسے سے Multiply کریں گے، اس حساب سے جس طرح ریٹ بڑھتا جائے گا، جس طرح بجلی کی قیمت بڑھتی جائے گی، خرچہ اس سے کاٹ کر اس سے Per unit cost نکال کر، اس نے Simple formula دیدیا، اب جناب سپیکر، میں آپ کی توجہ ایک

رپورٹ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو میری نہیں ہے، جو اس صوبے کی بنی ہوئی نہیں ہے جو کہ واپڈا کی اپنی بنائی ہوئی رپورٹ ہے، میرے پاس دو رپورٹس ہیں جناب سپیکر، یہ 96-1995 کی واپڈا کی اپنی رپورٹ ہے یہ انکی بیلنس شیٹ ہے خواہ انہوں نے غلطی کی ہو، ظلم کیا ہو، زیادتی کی ہو، لیکن یہ کم از کم انکی ایڈمشن ہے، اس میں لکھا ہے جی کہ Total electricity sale 77.65 Billion rupees یعنی اس سال 96-1995 میں ستتر ارب پینسٹھ کروڑ روپے کی بجلی فروخت کی گئی، ٹھیک ہے، اس میں پھر cost نکالا کہ ہائیڈل جنریشن پر کتنا خرچہ آیا؟ ساٹھ کروڑ روپے، پھر ٹرانسمیشن اور گرڈ پر اس کا کتنا خرچہ آیا، ایک ارب نوے کروڑ پھر Distribution پر کتنا خرچہ آیا، یہ تقریباً چار ارب اور اسی کروڑ، یہ سارا جناب سپیکر، چھ ارب روپے، Something بن جاتا ہے، اب جناب سپیکر، واپڈا کی اپنی ہی رپورٹ کے مطابق، وہ کہتے ہیں، Terbela power station collectively contributed 14822 M.W Kilo watt per hour which was about 31 percent of the total generation of WAPDA. Meaning by ستتر ارب روپے جو ان کا ہوا ہے اور اس میں پانچ چھ ارب روپے جو Cost نکال کر جو 72 ارب روپے باقی رہ جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ، Terbela power station collectively contributed 31 percent of total یعنی % 31 تو یہ تربیلا کا ہو گیا، پھر آپ کے پاس ورسک ہائیڈل پاور ہے، پھر آپ کے پاس جبن ہے، پھر آپ کے پاس درگئی ہے، کرم گڑھی ہے، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ % 34 بن جاتا ہے کہ % 3 وہ ڈال کر یہ % 34، تو جناب سپیکر، میں نے اس کی کچھ Calculation کی ہے اور کافی کام کیا ہے اس پر، میں اس کو آنریبل ممبرز کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، یہ جناب سپیکر، تقریباً چھبیس بلین 96-1995 کے انکی اپنی بیلنس شیٹ کی رپورٹ کے مطابق چھبیس بلین ہمارے صوبے کا حصہ بنتا ہے، ان کی رپورٹ کے مطابق، ہماری نہیں، اگر ہم حساب کتاب کرینگے تو پھر یہ چونتیس پینتیس، کیونکہ میں نے جو حساب لگایا ہے جناب سپیکر، کہ پانچ سال، 97-1996 سے لیکر پانچ سال تک تہتر بلین یونٹس اور وہ بھی واپڈا کی رپورٹس کے مطابق، یہ جی ان کی رپورٹ کے مطابق پانچ سالوں کا میں نے حساب کیا کہ تہتر بلین یونٹس صرف تربیلا نے پیدا کئے اور آپ، اگر چھ سات بلین باقی جو سٹیشنز ہیں ان کا لگائیں تو Billons 80 تو، اگر آپ پانچ پر تقسیم کریں تو Sixteen Billion units per year جناب سپیکر! اب سولہ ارب یونٹس آپ بجلی پیدا کر رہے

ہیں اور آپ کو ملتا ہے چھ ارب روپے، یہ تو تیس پیسے Per unit سے بھی کم ہے، آپ ایک روپے تو چھوڑیں، اگر ایک روپے بھی ملتا تو سولہ ارب روپے ملتے، لیکن میں نے انکی بیلنس شیٹ سے جناب سپیکر، یہ نکالا ہے کہ آپ کا حصہ انکے حساب سے چھبیس بلین بنتا ہے تو جناب سپیکر، آپ خود سوچیں کہ ہم کدھر جائیں؟ وزیر صاحب نے تو تقریر کر دی، آپ یقین کریں مجھے تو افق پر تاریکی ہی تاریکی نظر آرہی ہے، اگر اس چیز کا ہم نے کوئی حل نہیں نکالا جناب سپیکر تو کیسے کریں گے، کونسا Infrastructure ہے آپ کے پاس، جس سے آپ Revenue generate کر سکتے ہیں؟ پنجاب اور سندھ کو جب Indus basin treaty جو 1960 میں ہوئی اور راوی، ستلج اور بیاس دیئے گئے ہندوستان کو، جو جناب سپیکر کتنے کینالز انکے لئے نکالی گئیں کتنے سائفن بنائے گئے، تقریباً چودہ پندرہ سکیمیں انکے لئے کی گئیں اور آج بھی نوے لاکھ ایکٹر زمین دوسرے صوبوں کی سیراب ہو رہی ہے تربیلا ڈیم کی وجہ سے، ڈیم بنا ہے ہمارے بھائیوں کی اور بزرگوں کی ہڈیوں پر، (تالیاں) لیکن نوے لاکھ ایکٹر زمین پنجاب اور سندھ کی سیراب کر رہا ہے جناب سپیکر، اور اگر آپ دو ہزار روپے فی ایکٹر بھی انکم لگائیں تو اٹھارہ ارب روپے وہ لے رہے ہیں اور پھر ظلم یہ ہو رہا ہے جناب سپیکر، کہ پچھلا سال آپ لے لیں میں یہ پھر کہتا ہوں کہ یہ میں نہیں کہہ رہا یہ ان کی رپورٹ کہتی ہے، آپ دیکھیں جی تربیلا پاور سٹیشن، وہ کہتے ہیں کہ، میں جلدی جلدی ختم کرتا ہوں کہ It produce 5.45 % more than last year generation یعنی تربیلا نے 5.45، چلیں ساڑھے پانچ کر لیں، ساڑھے پانچ فیصد Electricity پچھلے سال سے زیادہ generate کی، لیکن جناب سپیکر! جب آپ منگلا پر آتے ہیں جو ہمارا نہیں ہے، وہاں پر وہ کہتے ہیں 21.39 % more than last year generation یہ کیا؟ بارشیں اگر پاکستان میں نہیں ہوئیں، بلکہ یہاں اگر نہیں ہوئیں تو پنجاب میں بھی تو نہیں ہوئیں، پانی اگر کم تھا تو اس میں بھی کم تھا اور اس میں بھی کم تھا، ادھر کیوں 21% پچھلے سال سے زیادہ Generation ہو رہی ہے اور آپ کی پانچ پرسنٹ زیادہ ہو رہی ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ جنریشن، اگر آپ کی کم ہو گی تو آپ Claim بھی کم کرینگے، کیونکہ جنریشن پر بھی آپ کا Claim ہے (مداخلت) نہیں میرا مطلب پانی، میں Electricity کی بات کر رہا ہوں، میں الیکٹرسٹی کی بات کر رہا ہوں کہ ان کا 21% کیوں زیادہ ہو رہا ہے؟ وہ اس لئے میں بتا دوں جناب سپیکر، یہ تو

میں نہیں بتاناچاہتا تھا، مگر آپ نے مجبور کر دیا تو میں بتاتا ہوں، بعض چیزیں، بلکہ بہت سی چیزوں کے بارے میں ہم اس فلور پر نہیں بولنا چاہتے، جناب سپیکر! اس اس لئے کہ وہ پنجاب کو پانی دینا چاہتے تھے خشک سالی میں، ان کی زمینوں کو خراب نہیں کرنا چاہتے تھے تو انہوں نے وہ Spell way جہاں پر Electrify نہیں ہوتی ادھر انہوں نے زیادہ پانی چھوڑ دیا اور آپ کی جنریشن اس سے کم ہو گئی، یہی میں کہہ رہا ہوں کہ وہ بھی چھوڑیں جناب سپیکر، لیکن آپ کا تربیلا تو Silt up ہو رہا ہے، اسکی تو لائف کم ہوتی جا رہی ہے، آپ مجھے بتائیں آج جو آپ کو چھ ارب روپے مل رہے ہیں، اگر دس پندرہ بیس سال کے بعد اسکی Silt up جب زیادہ ہو گی تو Naturally جنریشن اسکی کم ہو گی، جب آج آپ چھ ارب روپے پر گزارہ نہیں کر سکتے، اس لئے آپ چیخ رہے ہیں کہ یہ کم ہیں اور ہم سب کہتے ہیں کہ یہ کم ہیں تو پھر جب دس پندرہ سال کے بعد یہ جنریشن اور کم ہو جائیگی تو پھر کیا ہو گا؟ جناب سپیکر! ہم کدھر جائیں؟ ہماری آئندہ نسلیں کدھر جائیں گی؟ میں تو حیران ہوں، میں جو دیکھ رہا ہوں کہ ہماری تو لاکھوں ایکڑ زمینیں Southern Districts میں اس طرح پڑی ہوئی ہیں، جنکو پانی نہیں مل رہا (مداخلت) نہیں میرے خیال میں This is not a joke. This is a serious matter and یہ تو ہوا ہی اس لئے ہے کہ کوئی Concrete step نہیں لیا گیا، اس لئے ہمیں صرف وہ چھ ارب روپے مل رہے ہیں، جناب سپیکر! 1990 کی دہائی میں بھی چھ ارب تھے، 2000 میں بھی چھ ارب ہیں، ہماری تو کوئی رائلٹی کی بات نہیں ہے کہ ہماری فکس رائلٹی ہے کہ اس حساب سے ملے گی، ہمارا تو Net profit ہے، جب آپ جتنا زیادہ جنریشن کرینگے تو اتنے ہی زیادہ آپ کو پیسے ملتے جائینگے، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے اپوزیشن نے جو یہ Topic اس اپنے ایجنڈے میں شامل کیا ہے تو ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اس صوبے کا مفاد عزیز ہے، ہم اس کو نہیں دیکھتے کہ ہم اپوزیشن کے ہیں یا گورنمنٹ کے ہیں، ہم صرف یہ دیکھتے ہیں کہ اس صوبے کے مفاد کے لئے، اس صوبے کے عوام کے مفاد کے لئے (تالیاں) ہم جو کچھ ہو سکتا ہے اور میں پھر یہ بتا دوں کہ اب صرف اور صرف عام سی قرار دادوں پر یہ کام نہیں ہو گا، عام سی، نارمل سی قرار داد پر یہ کام نہیں ہو گا، کیونکہ اس سے پہلے بھی آپ اور یہ اسمبلی قرار دادیں پاس کرتی آ رہی ہے، کوئی ٹھوس حکمت عملی بنانی پڑے گی، کوئی ٹھوس پلاننگ کرنی پڑے گی، یہ اپنا حق لینا پڑے گا، اگر ہم اسمبلی کی قرار دادوں سے یہ نہیں لے سکے

تو اگر عدالت میں جانا پڑا تو جائیں گے، اپنے ایم این ایز اور سینیٹرز کو کہیں گے کہ وہ وہاں پر اس کو Agitate کریں، لیکن خدا کے لئے اگر یہ حق آپ کو نہیں ملا اور دس پندرہ سال کے بعد جب تربیلا کی لائف کم ہوتی جائے گی اور آپ کے حصے کا پیسہ کم آئے گا تو کدھر سے آئیں گے؟ جب Nineties میں یہ آئے جناب سپیکر، چھ بلین روپے تو اس وقت آپ کی اے ڈی پی پانچ ارب تھی، لیکن آج آپ اس میں اپنے پرائیویٹ سیکٹر سے بھی اپنے Revenue expenditure کے لئے لے رہے ہیں اور میرے خیال میں دو، تین ارب روپے یا چار، Actual جو ہے، میں Fictitious اور Books کی بات نہیں کر رہا ہوں جو Actual ہے میرے خیال میں دو، تین ارب سے زیادہ آپ کی اے ڈی پی نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی اے ڈی پی Slash ہوتی جا رہی ہے، آبادی آپ کی بڑھ رہی ہے اور Developmental side آپ کا کم ہوتا جا رہا ہے، پھر پانچ دس سال کے بعد جب آپ کا Revenue budget مزید بڑھے گا پھر آپ کے پاس نہ روڈز بنانے کے پیسے ہونگے، نہ سکولوں کے لئے پیسے ہونگے، نہ ہسپتالوں کے لئے پیسے ہونگے، نہ پانی کے لئے پیسے ہونگے، نہ ایگریکلچر کے لئے پیسے ہونگے، پھر کسی کے لئے بھی آپ کے پاس پیسے نہیں ہونگے، اس لئے جناب سپیکر، میری درخواست ہے حکومت سے بھی اور ہم نے تو اس کو شامل ہی اس لئے کیا ہے کہ ہم اس پر ایک ایسی متفقہ قرارداد لائیں کہ اس سے ہم مرکزی حکومت کو مجبور کر سکیں کہ وہ ہمیں اپنا قانونی اور آئینی حق اچھے طریقے سے دے ورنہ پھر ہمیں ٹیڑھی انگلی سے اپنا حق لینا پڑے گا، Thank you very much janab Speaker۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: انور کمال خان صاحب۔

مولانا محمد مجاہد خان: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: انور کمال خان صاحب۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: میں عبدالاکبر خان صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ آپ نے بہت کمزور پوزیشن اختیار کر لی ہے، اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہم سب مل کر اسلام آباد کا گھیراؤ کر لیں۔۔۔

جناب عبدالماجد خان: جناب عالی، یوه خبره پاتے ده، په دې تقرير کښې يو خبره پاتے شوه۔

جناب سپیکر: تاسو به ئے پورا کړئ بیا، تاسو به ئے پورا کړئ بیا روستو۔

جناب عبدالماجد خان: زۀ پکښې دا خبره کوم ملاکنډ، درګئ، کرم ګړهی، ورسک، دا د دې صوبے په خرچې باندې شوې دی، دا په مرکزی خرچې باندې لکه د تربیلے په شان نه دی شوې، دا ځلور ډیمونه چې کوم دی، دا سالم په سالم آمدن د دې صوبے حق دے، ما په دې باندې یو قرارداد هم پیش کړے دے، زما په دې باندې کوئسچن هم شته، هغه خو روستو راځی، لیکن بهرحال دا ټول د صوبے په خرچې باندې دا ځلور ډیمونه جوړ شوې دی، دا د دې صوبے ځان له حق دے۔

جناب عبدالاکبر خان: زما د ماجد خان سره اتفاق دے، ما دا خبره کوله خو خیر زما نه هیره شوله، دا په 1938 کښې د جبن درګئ والا چې دے چالیس لاکھ د دې صوبے د بجټ نه، ترالیس لاکھ دی زما په خیال Total estimated cost، یو کال بائیس لاکھ او بل کال اکیس لاکھ روپئ هغه ورکړی وی او د صوبے په پیسو دا ډیم جوړ شوې دے۔

جناب سپیکر: انور کمال خان۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں آپ نے Net profits پر مجھے موقع دیا اور میرے محترم بھائی عبدالاکبر خان نے بڑی تفصیل سے Net profits کا ذکر کیا، میں اتنا ہی ذکر کرونگا کہ، جس وقت بجٹ بنتا ہے تو بجٹ میں، جیسے میں نے بھی عرض کیا کہ آپ کا بجٹ جو ہے، وہ Depend کرتا ہے آپ کے Provincial receipts پر جو کہ آپ کی صوبائی آمدنی ہے، بجٹ آپ کا Depend کرتا ہے آپکے Federal divisible pool کے ان پیسوں پر، بجٹ آپ کا Depend کرتا ہے آپ کے Net profits پر اور بجٹ آپ کا Depend کرتا ہے آپ کے جنرل سیلز ٹیکس پر، اب آپ کے پاس یہ تمام ذرائع جو ہیں، Sources ہیں جو آپ کے بجٹ کے ہیں، اس میں آپ کے Provincial receipts جتنے بھی ہیں، وہ اس بجٹ کے حجم کے خالی %10 آپ کے Provincial receipts ہیں، یہ %90 بجٹ کا پیسہ جو آپ کو ملتا ہے وہ آپ کو یا Federal divisible pool سے ملتا اور یا وہ آپ کے Net profits ہوتے ہیں، اس لئے اس چیز پر ہم زیادہ زور دیتے ہیں کہ Net profits کے لئے

جیسے کہ عبدالاکبر خان نے جتنازور دیا، آپ کا تمام بجٹ جو آپ کے لئے سال بھر کا بنتا ہے، اس کا تمام دارو مدار آپ کے اسی ایک وسائل آپ کے Net profits پر منحصر ہوتا ہے، آپ جس وقت بجٹ بناتے ہیں تو آپ کو اس چیز کا علم ہو گا کہ بجٹ میں اس وقت جو کہ آپ کے Net profitsآپ کو Actually, ground realityپر جو پیسہ آپ کو ملتا ہے وہ 6ارب روپیہ آپ کو ملتا ہے اور میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ 1993 میں جیسے انہوں نے فرمایا کہ اے.جی این قاضی فارمولے کے تحت چھ ارب روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا اور اس کے ساتھ اے.جی این قاضی فارمولے میں یہ بھی درج تھا اور یہ بھی طے تھا کہ ہر سال، چونکہ Inflation بڑھتی ہے اور مہنگائی بڑھتی ہے تو اس میں ہر سال آپ کے اس Net profitمیں دس فی صد کا اضافہ ہو گا، آپ دیکھ رہے ہیں کہ 1993 سے لیکر آج 2003 تک دس سال کا عرصہ گزر چکا ہے، اس میں ایک پیسے، ایک دھیلے کا بھی فرق نہیں آیا، نہ دس فیصد کی increaseکی گئی ہے اور آپ کی Escalationاور نہ آپ کی Inflationکو دیکھا گیا ہے تو جو آپ کا بجٹ جو کہ، جس وقت بنتا ہے یہ ہمارے صوبے کا ایک Claimساری عمر سے رہا ہے اور انہی چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ، جس وقت بجٹ میں پیسے Reflectہوتے ہیں تو Net profitsکی مد میں آپ کی صوبائی حکومت جو پیسے Reflect کرتی ہے، وہ پندرہ ارب روپے Reflectہوتے ہیں، میرے خیال میں آپ کے وزیر خزانہ صاحب اس کی تائید کریں گے کہ Actually ground realityیہ ہوتی ہے کہ آپ کو چھ ارب روپے حقیقتاً ملتے ہیں، لیکن چونکہ آپ اپنے Claimسے ہٹنا نہیں چاہتے، جیسے کہ ہم نے کشمیر کو اپنا Claimبنایا ہوا ہے، چاہے جو کچھ بھی ہو، لیکن پچاس سال سے ہم اپنے Claimکو نہیں چھوڑ رہے ہیں، اس طریقے سے بعینیہ اسی طریقے سے آپکے صوبے کا یہ Claimہے کہ دس سال کے عرصے میں آپ کا Net profitجو ہے وہ چھ ارب روپے سے بڑھ کر، گو کہ یہ بھی ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پندرہ ارب روپے جو کہ تخمینہ لگایا گیا ہے یا جس کو Reflectکیا جارہا ہے، یہ وہ Actual amountنہیں ہے جو کہ ہمارے صوبے کا حق بنتا ہے، لیکن پھر بھی آپ اس کو ایک Minimum levelپر اگر آپ لے لیں اور پندرہ ارب روپے آپ اس کو Reflect کر رہے ہیں تو آپ کے بجٹ میں ایک In built short fallہو جاتی ہے، یعنی یہ ایک کمی اس بجٹ میں واقع ہو جاتی ہے، جس کو آپ نے ہر صورت میں قبول کرنا ہوتا ہے، یہ کمی کتنی رہ گئی ہے، آپ

کو Actual چھ ارب روپے ملتے ہیں، آپ بجٹ جب بناتے ہیں تو اس کو پندرہ ارب پر Reflect کرتے ہیں تو اس لحاظ سے آپ کے بجٹ میں نو ارب روپے کی کمی واقع ہو جاتی ہے، اب یہ نو ارب روپے آپ اپنے تمام وسائل Actually آپ کے پاس ہوتے نہیں ہیں، یہ نو ارب روپے آپ مختلف شعبوں میں تقسیم کر جاتے ہیں تو میرے خیال میں اس میں تو سوچنے کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ، جس جس مد میں یہ پیسے نو ارب روپے کی کمی آتی ہے تو وہ سات لاکھ روپے فلم والی بات ہے کہ آپ پیسے دیکھ سکتے ہیں، اس کو استعمال نہیں کر سکتے، گن سکتے ہیں، لیکن ان کو بروئے کار لا نہیں سکتے، یہ پیسہ Actually آپ کے بجٹ میں ہوتا نہیں ہے، لیکن آپ اس کو پندرہ ارب روپے Reflect کرتے ہیں تو چاہئیے یہ کہ اب تو ہمیں کل پرسوں ترسوں ایک سال کے بعد، دو سال کے بعد جب آپ کا یہی Claim رہے گا، آپ کا Actual پیسہ جو ہے وہ چھ ارب روپے پر Freeze ہو چکا ہے، Cap ہو چکا ہے، اس میں فرق نہیں آرہا ہے، لیکن آپ کا Claim جو ہے، وہ ہر سال دس فیصد کے حساب سے بڑھتا جائے گا تو ایک وقت ایسے آئے گا کہ آپ اس کو پندرہ ارب کی جگہ بیس ارب Reflect کریں گے، بیس ارب جب آپ Reflect کریں گے تو آپ اپنے آپ کو کتنے عرصے تک دھوکے میں رکھیں گے؟ چھ ارب روپے آپ کو ملیں گے، بیس ارب روپے آپ Reflect کریں گے، آپ کا شارٹ فال جو ہے وہ چودہ ارب آجائے گا، یہ Liabilities آپ کی سال بہ سال بڑھتی جائے گی اور جیسے جیسے آپ کی یہ Liabilities بڑھتی جائے گی، اسی طریقے سے آپ کی Developmental activities پہ اس کا برا اثر پڑے گا اور ایک وقت ایسا آئے گا، آج بھی میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے صوبے میں آپ کا ریونیو سرپلس جو آپ کے پاس رہ جاتا ہے، جو پیسہ آپ کی تنخواہوں کی مد میں چلا جاتا ہے، جو پیسہ آپ کے War on terror کی مد میں چلا جاتا ہے، جو پیسہ آپ کی سرکاری گاڑیوں پہ چلا جاتا ہے، وہ پیسہ جو آپ کے میڈیکل، ٹی اے ڈی اے، ان کھاتوں میں چلا جاتا ہے، جو پیسہ آپ کے پاس بقایا رہ جاتا ہے وہ آپ کی Developmental activities میں باقی رہ جاتا ہے تو آپ ذرا حساب کو لگائیں، آپ اس کا تو پتہ کریں کہ آپ کا ریونیو بجٹ کتنا ہے اور آپ کا Developmental budget کتنا ہے؟ ایک زمانہ ایسا تھا کہ آپ کا ریونیو اور ڈویلپمنٹل سائیڈ پہ 60% اور 40% کا فرق تھا، آج ایسا وقت بھی آگیا ہے اور میں وثوق سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے

پاس ڈیولپمنٹل سائیڈ پر 10% پیسہ بھی نہیں رہا، آپ اس 10% پیسے پر تمام صوبے کو چلا رہے ہیں، میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا تھا، بجٹ پر تقریر کرتے وقت بھی میں نے آپ سے عرض کیا تھا، آج ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے بھی اس طرف اشارہ کیا کہ آپ کے بجٹ سے 62% پیسہ جو ہے، وہ مرکزی حکومت خالی دفاع اور آپ کی Debt servicing میں قرضوں میں آپ سے لے لیتے ہیں، 37% پیسہ آپ کے پاس بچ جاتا ہے، جس میں انہوں نے Subvention کا ذکر کیا، Subvention آپ کس کو کہتے ہیں؟ Subvention آپ اس کو کہتے ہیں کہ یہ آج سے پندرہ سال پہلے، دس سال پہلے جس وقت افغانستان کی لڑائی، جب افغانستان پر روس نے حملہ کیا تو جب افغان ریفیوجیز آئے اور آپ کے صوبہ سرحد میں آئے اور پچیس لاکھ افغان ریفیوجیز یہاں پر آئے، اسی طریقے سے لاکھوں کی تعداد میں افغان ریفیوجیز بلوچستان میں گئے، آپ کی انفراسٹرکچر کو نقصان پہنچا تو مرکز نے آپ کے صوبے کی وساطت سے یہ مطالبہ کیا کہ ان لوگوں کی آمد سے ہمارے انفراسٹرکچر کو نقصان پہنچ رہا ہے، لہٰذا ان پیسوں سے 5% لیا وہ Subvention جو تھا، جسے ہم دوسرے الفاظ میں Edge کہتے ہیں یا پشتو میں "چونگہ" کہتے ہیں، "چونگہ" جسے آپ بجٹ کے باقی کھاتوں سے ہٹا کر ایک پیسہ سرپلس ہمیں دے دیتے ہیں، تو 5% وہ پیسہ بلوچستان کو سرپلس ملا کرتا تھا، 5% وہ صوبہ سرحد کو ملا کرتا تھا، یہ Edge ہوا کرتا تھا، اس کے بعد آپ کے Federal divisible pool سے جو بقایا پیسہ بچ جاتا تھا، وہ آپ کی آبادی کے تناسب سے تمام صوبوں کو ملتا تھا، اب آپ آبادی کے تناسب سے اس کو تقسیم کریں تو 63 فیصد آبادی پنجاب کی ہے، میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ ہم اپنے پنجاب کے دشمن نہیں ہیں، لیکن اگر فارمولا آپ کا یہی ہے اور آپ Under development کو بیچ میں چھوڑ دیں تو تمام پیسہ آپ کے وسائل ہونگے، پیسہ آپ کا Divert ہو گا اور مرکز کی طرف جائے گا، ہماری ان سے ریکویسٹ یہ ہے کہ آج وہ 10% subvention جو ہے، وہ کم ہو کر پانچ پرسنٹ رہ گیا ہے اور اس پہ بہت زیادہ بدقسمتی یہ ہے کہ آپ کے ساتھ ان پانچ پرسنٹ میں پنجاب بھی شامل ہو گیا ہے، اس پانچ پرسنٹ میں آپ کے ساتھ سندھ بھی شامل ہو گیا ہے، تو آپ مجھے بتائیں کہ وہ جائیداد جو دو بھائی آپس میں تقسیم کرتے تھے، آج آپ کے ساتھ چار بھائی آگئے ہیں تو پیسہ آپ کا وہی ہے، اس میں ایک پرسنٹ کا اضافہ نہیں ہو رہا ہے، لیکن پھر بھی

آپ پیسہ وہی تقسیم کر رہے ہیں، جناب والا! اس سلسلے میں میں آپ کے وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤنگا کہ آپ مرکز سے جب تقاضا کریں تو Subvention 5% کی بات نہ کریں، آپ ان کو کہیں کہ آپ بیس ارب روپے، جیسے آپ نے ہمارے لئے یہ پیسے فکس کر لئے ہیں، آپ بیس ارب روپے اس میں مقرر کریں تاکہ صوبہ سرحد کی آمدنی اس میں بڑھے، بیس ارب روپے اگر آپ اس کو فکس کر لیں یہ آپ کا حق بنتا ہے، اس وقت جناب والا، ہائیڈل پرافٹ کی بات ہو رہی ہے، Net profit کی بات ہو رہی ہے، خدا کے فضل و کرم سے آپ کا صوبہ ہر طرح کے وسائل سے مالا مال ہے، ایک انڈس جو ہے، دریائے سندھ جسے ہم کہتے ہیں، ایک انڈس کی یہ Capacity ہے کہ وہ چھتیس ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کر سکتا ہے، چھتیس ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرنا کوئی چھوٹی بات نہیں ہے، لیکن اس کے لئے آپ کو انفراسٹرکچر چاہئیے، اس کے لئے آپ کو Resources چاہیں، اسکے لئے آپ کو ڈیم چاہئیے، ان کو ذخیرہ کرنے کے لئے آپکو کوئی ڈیمز چاہئیں، جب تک آپ ذخیرہ نہیں کریں گے، جب تک آپ اس پانی کا کوئی بندوبست نہیں کریں گے، یہ پانی آپ سے بہتا جائے گا، یہ پنجاب استعمال کرے گا، یہ پانی سندھ استعمال کرے گا، یہ پانی آپ کے دریاؤں اور سمندروں میں گرے گا، لیکن آپ کے کسی کام نہیں آئے گا، آپ اپنے Water accord کو دیکھیں، اس میں آج صوبہ سرحد کے پاس سوائے آپ کے جو مفتی ٹنل انہوں نے بنایا تھا صوابی میں، اس کے علاوہ آپ کے پاس انفراسٹرکچر نہیں ہے، ہم نے Water accord کیا، Water accord کے تحت آپ کا ہزاروں کیوسک پانی جو ہے، چونکہ آپ کے پاس انفراسٹرکچر نہیں ہے، آپ کے پاس کینال سسٹم نہیں ہے، آپ کے پاس نالیاں نہیں ہیں تو آپ اس کو استعمال نہیں کر سکتے، اس لئے کہ جب تک آپ کے پاس کوئی انفراسٹرکچر نہیں ہوگا، وہ پانی آپ کا پنجاب استعمال کرے گا، آج بھی اسے پنجاب استعمال کر رہا ہے، کل بھی اسے پنجاب استعمال کر رہا تھا، میں آج پھر کہتا ہوں کہ ہم پنجاب کے مخالف نہیں ہیں، لیکن اگر ہمارے وسائل پر ہمارے بھائی، یہاں پر ہمیں دو وقت کی روٹی میسر نہیں ہے، ہم لوگ یہاں پر بھوکے مر رہے ہیں تو چاہئیے یہ کہ وہ پانی جو کہ پنجاب استعمال کر رہا ہے، حکومت صوبہ سرحد کو چاہئیے کہ وہ ان سے اس کا حساب لیں (تالیاں) اور ان کو کہیں کہ بے شک اس وقت تک جب تک مرکز ہمیں کوئی پیسہ نہیں دیتا ہمیں کوئی انفراسٹرکچر نہیں دیتا، ہمارے لئے کوئی کینال

سسٹم نہیں بناتے تو اس وقت آپ ایک چھوٹا سا اس پہ وہ لگا دیں کہ آپ اگر ہمارے تین ہزار، چار ہزار، پانچ ہزار کیوسک پانی استعمال کر رہے ہیں تو آپ اس کو، میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا، لیکن مجھے ابھی بھی یاد پڑ رہا ہے کہ اس کے لئے بھی ایک معاہدہ ہوا تھا پنجاب کے ساتھ کہ آپ اس کو نو روپے فی ایکڑ یا کیوبک فیٹ ہے، لیکن وہ الفاظ مجھے یاد نہیں ہیں کہ وہ پیسہ آپ کو ملے گا، لیکن آج تک اس مد میں، کیونکہ اربوں روپے خالی اس مد میں بنتا ہے، وہ پیسہ ہمیں نہیں مل رہا ہے، جناب والا! میں آپ کی توجہ خالی Net profit کی اس مد کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں اس وقت سب سے سستی بجلی پیدا کرنے کے وسائل جو ہیں، وہ آپ کے ہائیڈل جنریشن ہیں، ہائیڈل جنریشن وہ ہے کہ جو قدرتی پانی کو آپ ذخیرہ کر کے اس سے آپ بجلی پیدا کرتے ہیں، یہ سب سے کم قیمت کی بجلی ہے، اس وقت اگر آپ کے صوبہ سرحد میں جو آپ کا جبن ہے، جو آپ کا ورسک ہے جو آپ کا تربیلہ ہے، اگر اس سے بجلی پیدا ہوتی ہے تو آپ اس کی جنریشن کاسٹ کو دیکھیں، کتنا خرچہ اس پر آتا ہے، ایک یونٹ پہ اس وقت آپ کا 16 پیسے خرچہ آرہا ہے، بدقسمتی کو آپ دیکھیں اگر سولہ پیسے، میں کوئی Exaggerated figure آپ کو دے رہے ہوں تو آپ بیس پیسے اس کو لگا لیں، لیکن بیس پیسے سے ایک دھیلہ بھی اوپر اس پر خرچہ نہیں آرہا ہے، آپ کو جس وقت Net profits ملتے ہیں، یہ پیسہ آپ کو جب ملتا ہے تو اس سے آپ Generating cost نکال لیتے ہیں، اس سے آپ ٹرانسمیشن کاسٹ نکال لیتے ہیں، اس سے آپ سے آپریشنل کاسٹ بھی نکال لیتے ہیں اور اس سے بڑھ کر بدقسمتی کیا ہو گی کہ جتنی بھی چوری واپڈا میں ہوتی ہے، جتنی بھی Stealing واپڈا میں ہوتی ہے، جتنی بھی Line losses واپڈا میں ہوتے ہیں وہ بھی آپ کے کھاتے میں ڈال دیئے جاتے ہیں، (تالیاں) میں نے، اس دن اپنی ان بہنوں کو اسی بجٹ پر تقریر کی تھی اور میں نے ان سے کہا تھا کہ یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ اگر آپ نوکر کو سو روپے دیکر بازار بھجواتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ آپ سودا سلف بازار سے لیکر آئیں اور وہ سو روپے کا حساب آپ کو دے کہ میں پانچ روپے کے ٹماٹر اور بیس روپے کا پیاز اور اتنے پیسوں کا گوشت لیکر آیا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ اسی حساب کتاب میں آپ کو یہ بھی لکھ کر دے دے کہ جی پچاس روپے میں نے چوری کر لئے اور وہ بھی آپ کے کھاتے میں ڈال دیے بعینہ اسی طریقے سے، جیسے ایک نوکر آپ کے کھاتے میں پچاس روپے یا گمشدگی کے کھاتے میں ڈال دیتا ہے یا وہ کہتا ہے کہ

مجھ سے کسی نے جیب کاٹ لی، اسی طریقے سے واپڈا والے بھی آپ کے کھاتے میں اپنے Line lossesڈال کر آپ سے یہ پیسہ وصول کر رہے ہیں، جناب والا! اس مد میں ہمیں یہ سوچنا چاہئیے کہ جہاں آپ کے تمام اخراجات آپ کے چار جز، آپ کے سرچار جز، آپ کے Losses، آپ کی Stealing اور آپ کا تمام خرچہ اگر مل ملا کے بن جائے تو میں آج بھی یہ چیلنج کرتا ہوں کہ آپ کا فی یونٹ خرچہ جو ہے وہ کسی صورت میں بھی ستر اور اسی پیسہ سے ایک دھیلہ اوپر نہیں بنتا، لیکن آپ حساب لگائیں کہ جس وقت بجلی آپ پر بیچی جاتی ہے تو وہ بجلی جو کہ ستر پیسے فی یونٹ اس پر خرچہ آتا ہے تو وہ چار روپے پانچ پیسے کے حساب سے آپ پر بیچی جاتی ہے تو یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ بجلی آج آپ کی ضرورت ہے، آپ کسی صورت میں بھی، کوئی بندہ بھی، اگر ہم ایئر کنڈیشنز والے کمروں میں رہ رہے ہیں تو کسی غریب آدمی کا سوچیں وہ اپنے لئے ایک چھوٹا سا بلب جلائے گا، اس کی وہ ضرورت ہے، لیکن اگر اس سے یہ حق بھی چھین لیں تو وہ مجبور ہو گا اس لئے کہ چار روپے، پانچ پیسے بجلی کے حساب سے ایک غریب آدمی کے لئے یہ مشکل ہے کہ وہ اپنے گھر کا چولہا بھی جلا سکے، اسی وجہ سے جو بجلی آپ کی اتنی مہنگی ہے، Tariffاس کا اتنا اونچا ہے تو لوگ کیا کرتے ہیں، لہذا لوگ مجبوراً، آج کل ہمارے جیسے سفید پوش لوگ بھی چوری کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو کہاں ایک خوار غریب آدمی، جس کی ساری تنخواہ ہزار، بارہ سو روپے ہو گی اور وہ گھر میں بجلی استعمال کرے گا اگر اس بجلی کی مد میں، آپ اس کو سات آٹھ سو کا بل بجھوا دیں تو وہ کیا کھائے گا، اس کے پاس کھانے کے لئے کیا باقی رہے گا؟ دو آنے اس کے پاس کھانے کے لئے نہیں رہینگے، اس لئے چاہئیے کہ اس مد میں آپ بجلی کا Tariff جو ہے جتنا کم کر سکیں اور ہمیں اس کا ایک تلخ تجربہ ہو چکا ہے کہ جب ہم نے اپنے دور میں اس بجلی کو ہندوستان بیچنا چاہتے تھے، ہمارے پاس سرپلس بجلی تھی، لیکن ہندوستان نے ہم سے یہ بجلی خریدنے سے انکار کیا، وہ کہتے ہیں کہ آپ اپنے لوگوں پر تو ظلم کر سکتے ہیں، لیکن ہم آپ سے یہ مہنگی بجلی کسی صورت میں بھی خریدنے کے لئے تیار نہیں ہیں، جناب والا! اب وقت آچکا ہے کہ Net profit پے جیسے عبدالاکبر خان نے فرمایا کہ آپ نے اس کو پوری توجہ دینی ہو گی، Net profitآپ کے بجٹ میں ایسا ہے جیسے آپ کی ریڑھ کی ہڈی ہو، خدانہ کرے اس وقت تربیلا ڈیم کی لائف جو ہے، وہ ختم ہونے والی ہے، دس سال اور چلے گا، بارہ سال اور چلے گا، پندرہ سال اور چلے گا، اس کے علاوہ

آپ اور کیا کریں گے؟ آپ کے پاس اور Reservoirs نہیں ہیں، آپ کے پاس ذخیرہ کرنے کے لئے جگہ نہیں ہے، آپ کے پاس اور ڈیمز نہیں ہیں، آپ اپنے قریبی ممالک کو دیکھیں، ہم دس سالوں میں ایک ڈیم بھی نہیں بنا سکتے اور وہ چھ ماہ کے عرصے میں سینکڑوں ڈیمز وہاں پر بنا لیتے ہیں، ترکی کی مثال لے لیں، ایران کی مثال لے لیں، ہندوستان کی مثال لے لیں، وہ لگے ہوئے ہیں، آپ کے اس پانی کے ذخیرے کا بندوبست کر رہے ہیں، آج کے زمانے کا، اکیسویں صدی کا تیل جو ہے، وہ آپ کا پانی ہے اور خدا کے فضل سے پانی آپ کے پاس وافر مقدار میں موجود ہے، لیکن آپ اس کا استعمال صحیح طریقے سے نہیں کر رہے ہیں، جناب والا! ہمیں چاہیئے کہ ہم اس مد میں جتنا بھی زور لگا سکیں، یہ تو کہتے ہیں کہ ہمیں اسلام آباد کا گھیراؤ کرنا چاہیئے، خدا کی قسم میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے لئے ہمیں استعفےٰ بھی دینے پڑے تو ہم اپنے صوبے کے لئے یہ قدم بھی اٹھائیں گے، (تالیاں) شکریہ، جناب سپیکر۔

Mr. Speaker: Thank you. Mr. Bashir Ahmad Bilour, Sahib.

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: جناب سپیکر! میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں، اگرچہ وہ اس سلسلے سے تعلق نہیں رکھتی۔۔۔۔

جناب سپیکر: مولانا مجاہد الحسینی صاحب۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: لیکن عرض یہ کر رہا ہوں گو کہ وہ اس بات سے تعلق نہیں رکھتی، لیکن پرسوں ترسوں آپ نے کو آپریٹیو بینک والوں کو پانچ تاریخ دی تھی، جس کا فیصلہ ہونا تھا، آج سات تاریخ ہے، وہ فیصلہ نہیں ہو سکا، برائے مہربانی۔۔۔۔

جناب سپیکر: ان شاءاللہ کل منسٹر صاحب آئیں گے، کل فیصلہ کریں گے۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: بہت بہت، شکریہ۔

جناب سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکرصاحب! ډیره مهربانی، ډیره شکریه، تاسو ډیر اهم موضوع باندې ماته اجازت راکړو چې زهٔ څه خبرې اوکړم، زما Learned دوستانو ډیرے ښکلے خبرې اوکړے، زهٔ به، امید نه دے چې ښه طریقے سره خپلے خبرې تاسو ته پیش کړم خو کوشش کوم چې زهٔ هم لږے

ډيرے خبرې په دې اوکړم، دا نيشنل فنانس کميشن، دے باره کښې به زهٔ دا عرض اوکړم چې آرټيکل 160 کښې د دې Compositionليکلے شوې دے چې دا نيشنل فنانس کميشن به څنګه جوړيږی او هغې کښې به کوم کوم کسان موجود وی؟ هغې کښې زمونږ فنانس منسټر صاحب به خواه مخواه موجود وی، نو زهٔ د خپل فنانس منسټر توجه به دے خبرې راګرځوم چې تاسو به هلته، چې کله هم جوړ شی، ديکښې دا شته چې فنانس منسټر به پکښې One of the member will be the Finance Minister of all the provinces زمونږه فنانس منسټر صاحب به هم ځی، زهٔ د ده توجه دے طرف ته ګرځوم چې دا نيشنل فنانس کميشن، ديکښې زمونږ د ټول پاکستان آمدن چې دے، هغه يوځائے شی او هغے نه پس دا بيا صوبو ته Distributeکيږی، زهٔ د دې خبرې د پاره چې دوئ سبا هلته خبره په صحيح طريقے سره کولے شی او زما يقين دے چې ډير قابل سړے دے، ډير ښکلے تقرير ئے اوکړو، په تقرير باندې به زهٔ وروستو خبره کوم خو At present دا وايم ورته چې مخکښې زمونږ حکومت چې وو، نو 80% پيسے چې به وے، ټولے به Consolidated fund نه صوبو ته Divide کيدے او 20% به مرکز سره وے، اوس نن سبا چې کوم وخت کښې دا نوے حکومتونه راځی، څنګه چې وائی چې "هر سو آمد عمارت نو ساخت" والا خبره وی، دا نوے حکومت چې راغلو نو 62.05 مرکز کټ کړے او 37.05 ئے باقی د پاپوليشن په حساب باندې زمونږ په صوبو باندې تقسيم کړی، نو دا 62.05% هغوې کټ کوی، مخکښې به ئے 20% کټ کولو، نو په دې زهٔ خواست کوم چې دوئ دے په دې خبره باندې سابقه مثال ورکړی او په هغه ميټنګ کښې د دا خبره خوامخواه اوچته کړی چې دا، زما خو دا ريکويسټ دے، زما قرارداد هم، تاسو چې کوم ماته راکړو، هغې کښې راغلې دے، سبا به پيش کيږی چې مونږ دا خواست کوؤ چې زمونږ ټول آمدن صوبو ته ملاؤ شی او بيا د پاپوليشن په حساب سره مرکز دے هغه پيسے د خپلو اخراجاتو د پاره مونږ نه کټ کړی، هغه به مونږ د پاره، د ټول عمر د پاره به دا طريقه وی، نو زمونږه خپلو وسائلو باندې به زمونږه قبضه راشی، سپيکرصاحب! څنګه چې انور کمال صاحب هم خبره اوکړه، 11762 کيوسک اوبه چې دی، زهٔ دا هم

عرض کوم چې دوئ دے نوټ کړی، 11762 کیوسک اوبه چې دی، دا زمونږ حق چې کوم دے، مخکښې دا Water accord شوې وو زمونږه حکومت کښې، نو اوس هغه زمونږه اوبه پنجاب استعمالوی، هغه په دې وجه چې مونږ سره هغه وسائل نشته چې هغه اوبه مونږه استعمال کړو، چې کوم وخت دا فیصله اوشوه نو هغه وخت کښې ایډیشنل چیف سیکرټری ما رااوغوښتو، ما ورته اووئیل چې دا 11762 کیوسک اوبه مونږ ته ملاؤ شوې نو اوس به زمونږه صوبه کښې غنم ډیر شی، مونږ به د چا محتاج نه یو، نو هغه ماته اووئیل چې مونږ سره چینلز نشته، دلته چینلز نشته، هغه اووئیل چې دے اوبو استعمالولو د پاره چې کوم دا نهرونه دی، دے ته چینلز وائی، مونږ سره هغه چینلز نشته، نو ما ورته اووئیل چې دا چینلز اوسه پورے تاسو ولے نه دی جوړ کړی، وائی چې دا چینلز هله جوړیږدے شو چې مونږ ته دا ورلډ بینک یا ایشئین ډیویلپمنټ بنک څه لون راکړے وے، نو Loan به مونږ څنگه اغستو، چې مونږ سره اوبه نه وے نو مونږ ته چا Loan نه راکولو، نو چې اوبه ملاؤ شوې نو هغه بیا د Loan د پاره مونږه جهګړے کولے چې حکومتونه لاړل، زما به دا هم خواست وی چې زمونږه 11762 کیوسک اوبه چې دی هغه پنجاب استعمالوی، څنگه چې انور کمال خان اووئیل، د دې رائیلټی هم مونږ ته پکار ده چې دا زمونږه اوبه چې کوم هغوې استعمالوی د هغے پیسے دے خواه مخواه صوبے ته ملاؤ شی، اوبه چې نه شو استعمالولے نو د اوبو پیسے چې کومے دوئ استعمالوی هغه خو زمونږه حق دے چې مونږ ته دے ملاؤ شی، باقی خبره زمونږه د هائیډل پاور دآمدن خبره ده، دیکښې هم زما دا خواست دے چې تاسو به اوګورئ، دا 162 کښې چې څنګه عبدالاکبرخان هم خبره اوکړه، دیکښې 161 کښې د دې ګیس باره کښې هغوې لیکی چې The Royalty will be given to the province. او هائیډل پاؤر باره کښې لیکی چې The Net profit earned by the Federal Government or any undertaking established or administered by the Federal Government from the bulk generation, bulk generation, of the power at the Hydro electric station shall be paid to the province in which the Hydro electric station is situated زما دیکښې دا ریکویسټ دے چې دا "Profit" لفظ دے دیکښې رائلټی نه ده

او دا څنګه حاصل شوي وو؟ د دې لړ غونډې تاريخ به تاسو ته زۀ اوښايم چې دا 1973 آئين چې کوم وخت کښې جوړيدو، دا آئين چې زمونږ ټولو متفقه مشرانو پرے دستخط کړے وو، هغه وخت کښې تاسو ته پته ده چې پاکستان جنګ هم بائيللے وو او د قائد اعظم صاحب پاکستان مات وو او نوے پاکستان جوړيدو نو په دې وجه ديکښې هغه صوبائی خود مختاری نشته، زۀ په دې هم ډير خوشحاله يم نن زما هر يو ورور چې پاسی، هغه د صوبائی حقوقو خبرې کوی، او کوم وخت کښې چې به مونږه وئيلے چې صوبه مضبوط نو پاکستان مضبوط، نو زمونږه ډيرو پارټو به دا وئيلے چې نه مرکز مضبوط نو پاکستان مضبوط، نن شکر اوباسو چې زمونږه ټولے پارټئ په دې متفق دی چې صوبے به مضبوطے وی نو پاکستان به مضبوط وی، او زمونږه صوبائی حقوق د مونږه ته ملاؤ شی، زۀ به خواست اوکړم عبدالاکبرخان ته چې پليز دا منسټر دے پريږدی چې زۀ خبرې اوکړم، داسې Importantخو نه دی چې څنګه دوئ کوی خو بيا هم زما يقين دے چې لږے ډيرے خبرې به داسې وی-----

ملک ظفراعظم (وزیر قانون): دا عبدالاکبرخان هر وخت کښې تنګول کوی، تاسو خپل بنچونو والا ته دغه اوکړئ۔

(قہقہے)

جناب بشیر احمد بلور: نو ما دا عرض لرو چې کوم کښې دا جوړيدو نو هغه وخت کښې به هم مونږ دغه صوبائ خود مختاری سره اتفاق نه کولو، مونږ اوس هم دا وايو او مخکښې هم دا وئيل چې څلور محکمے د مرکز سره وی باقی ټولے دے صوبو سره وی، خو هغه وخت کښې په دې مجبورئ مونږ دا منلے وه چې هغه کښې ملک مات وو او حالات داسې وو، په دې لړ کښې مولانا مفتی محمود صاحب، خدائے دے اووه واړه جنتونه نصيب کړی، هغوې مونږ سره يو ځائے وو، نو مونږ هلته ولی خان د ليډر آف اپوزيشن په حيثيت په دې آئين باندې دستخط نه کولو چې کومه پورے مونږ ته د بجلئ آمدن ملاؤ نه شی، نو دا د بجلئ آمدن چې ملاؤ شوې وونو دا په دې وجه چې هغه وئيل چې زۀ دستخط نه کوم، نو هغه چې دستخط نه کولو، نو هغه وخت کښې پورا يو يونټ چې ووهغه بلوچستان وو، بلوچستان کښې څلور ايم اين ايز وو، درے زمونږ وو،

او یو د مولانا مفتی محمود صاحب د جمیعت والا وو، نو دوئ دا فیصله اوکړه چې یو یونټ دستخط نه کوی نو دا آئین نه شی کیدے، نو په دې وجه باندې هغوې مجبور شو چې دا هائیډل پاؤر، چې د دې کوم Income دے هغه د پختونخوا یعنی دے صوبے ته ملاؤ شی او په دې فخر کوؤ چې هغے نه پس، 1973 آئین کښې دا لیکل اوشو، خو د 1990 پورے یو پیسه هم دے صوبے ته چا نه ده ورکړے، حالانکه د ټولو پارټو حکومتونه راغلی دی، 1973 نه 1990 پورے د ټولو پارټو حکومتونه راغلی وو، یو پیسه هم دے صوبے له چا نه ده راوړے او په دې فخر کوؤ چې د خدائے په فضل سره زمونږه حکومت مات ګډ حکومت هغه وخت کښې، مونږه هغه وخت کښې میر افضل خان سره پارټنرز وو، نو دا هغه وخت کښې شپږ اربه روپئ مونږ ته حکومت په دې لړ کښې راکړےوے، خو هغه وخت کښې هم، تاسو ته به یاد وی، زمونږه فنانس سیکرټری هغه وخت کښې یونس خان وو او یونس خان ماته راغلو، ماته ئے اووئیل چې تاسو ته شپږ اربه روپئ درکوی، او که ستاسو خوښه وی نو زۀ به دا کوشش اوکړم، ما فیډرل ګورنمنټ سره هم خبره کړے وه چې دا په آته اربه روپئ باندې مو نږCap کیپ کړو، مطلب دا دے چې ټول عمر به آته اربه روپئ صوبے ته ملاویږی، ما وئیل چې سیکرټری صاحب، چې ته هم د دې صوبے سړے ئے، نن سبا هغه د پاکستان آډیټر جنرل دے نو ما ورته وئیل چې ته هم د دې صوبے سړے ئے، آیا ته دا ګڼړے چې دا مونږ کوم دے آئین کښې لیکلی دی چې مونږ ته به Profit راکوی، نو Increase profit کیږی، نو د دې زمونږه حق به نه وی چې مونږ به ټول آخلو؟ یو شپږ اوربه روپئ کوی، د زور خبره ده، تاسو سره دے وخت کښې زور دے، مرکز سره، نه راکوی خو کله خو به داسې خدائے څوک راولی چې زمونږه د حقوقو خبره به اوکړی، بل دیکښې دا هم دی چې دا سرچارج او دا ټیکسونه چې زیاتوی، هغه هم د سپریم کورټ فیصله ده چې دے باندې څومره سرچارج لګی، دے باندې څومره ټیکسونه لګی، هغه ټول Profit دے، هغه د دې صوبے حق دے چې دے صوبے ته ملاؤ شی، خو مونږ ته چې کوم د Generation پیسے دی، هغه هم نه ملاویږی، نو زمونږ هغه چې کوم ټیکسز لګولی دی، هغه سرچارج، "سرتاج عزیز" ته به خلقو

"سرچارج عزیز" وئیل، د هغوې دا خیال وو چې مونږ به دا سرچارج لګوؤ نو دا به Net profit کېنې نه راځی، څنګه چې زما ورور خبره اوکړه، اے جی این قاضی فارمولا کېنې دا زمونږه Net profit دے، دیکښې څومره ټیکسونه چې لګیدلی دی، هغه ټول زمونږه دی، زمونږ انور کمال خان خبره اوکړه چې هغه کېنې 10%, 10% increase نه دے، هغے کېنې دا دی چې څومره آمدن وی، هغه به ټول د صوبو وی، بل 10% increase پکښې نشته جی او بیا دوئ هغه خبره اوکړه چې دا فیصله شوې ده چې 1993 کېنې، دا 1990 کېنې دا اے جی این قاضی فارمولا او دا د بجلئ پیسے مونږ ته راغلې وے، سپیکر صاحب! دے بجلئ باندې تقریباً 80 پیسے فی یونټ هائیډل پاؤر باندې خرچ کیږی او دا تهرمل بجلی چې کومه ده، دے باندې تقریباً 6 روپئ خرچ کیږی، ساړهے سات روپئ تاسو، زمونږه دا بدقسمتی اوګورئ چې دوئ دا تهرمل او هائیډل یو کړی نو بیا دے خلقو نه هغه پیسے وصولوی، ساړهے چار روپئ د کور والو نه او ساړهے سات روپئ یونټ چې دے، هغه د انډسټری نه اخلی، زمونږه بدقسمتی دا ده، افسوس په دې کوؤ چې یو وخت کېنې دا واپډا چې وه، د دې بجلئ آمدن چې وو، دا بجلی چې وه، دا د صوبے اختیار وو د یونټ نه مخکښې، نو هغے کېنې دا وو چې زمونږ دے صوبے کېنې، تاسو ته به ښه پته وی چارسدے ته چې ځی نو دلته یو نشاط مل وو که داسې جی ټی روډ باندې ځئ نو دلته یو ټیکسټائل مل وو، فاروقیه ټیکسټائل مل وو، هغې سره جهانګیره ټیکسټائل مل وو، دا ولے دلته ملونه جوړ شوې وو؟ اوس دا ملونه ولے دلته نه لاړل؟ دا ولے داسې اجهاړ پراته دی؟ په دې وجه صرف چې هغه وخت کېنې حکومت سره بجلی وه، نو مونږ د بجلئ ریټ کم کړے وو، د هغه وخت حکومت د بجلئ ریټ کم کړے وو، نو ټولے کارخانے دے صوبے ته راغلې او په دې ټیکسټائل ملونو کېنې یو یو مل کېنې لس زره کسان نوکران کیږی، نو زمونږ دا درے ملونه چې وو دیکښې دیرش زره کسان وو او دیرش زره خاندانونو ته نوکریانے ملاؤ شوې وے، پنجاب چې دا اولیدل چې یو ځل دا کارخانے د دې پاکستان نه روانے شی او دے صوبه کېنې اولګی، او بجلئ کمه شی او ریټ کم شی نو د پنجاب ټول خلق به، څنګه چې زما نن دیرش لکه

پختانه بچی چې کوم دی، هغه کراچئ کښې خدمت کوی، دغه شان د ټول پاکستان خلق به دے صوبے ته راغلې وو، نو د هغې په وجه باندې یونټ جوړ شو، باقی هر څه، زمونږ په جدوجهد باندې یونټ مات شو، هر څه واپس راغلل خو بجلی د پاکستان مرکز ځان سره اوساتله که دا دے صوبے ته ملاؤ شوه، او دے صوبه کښې کارخانے اولګی، نو دے خلقو ته به روزګار ملاؤ شی، دے خلقو ته به خپل کور کښې روټئ ملاؤ شی، نو بیا به د دوئ کارخانے پنجاب او سندھ کښې څوک چلوی؟ زما رور خبره اوکړه چې مډل ایسټ ته خلق لاړ شی، دا بلډنګونه زمونږ د پختنو په جدوجهد او په همت جوړیږی، زۀ خو دا عرض کوم سپیکرصاحب، دومره بدقسمته یو چې هر څه شته او هیڅ هم نشته، زۀ د دعوے سره وایم چې څومره خدائے پاک زمونږ دے صوبے سره مهربانی کړے ده، مونږ سره ئے مهربانی کړے ده باقی یو صوبے سره هم دومره مهربانی نشته، مونږ ته خدائے غرونه راکړی دی، اوبه پکښې روانے دی، خالی یو بند تړل دی او اربونه روپئ، نن سبا خلق بجلی او Electricity ته پاور وائی، نن نوے ټیکنالوجی کښې او دا پاؤر چې دے، دے وخت کښې دنیا کښې چې کوم Important دے هغه پاؤر دے، هغه ماله خدائے راکړے دے، خدائے ماته ګیس راکړے دے او هر چرته چې ګیس وی هغے سره خوامخواه پټرول هم رااوځی، خدائے فضل سره ګیس او پټرول هم خدائے راکړل، ځنګلات زۀ دعوے سره دا وایم چې داسې ځنګلات بل ځائے پاکستان کښې نشته چې کوم زما صوبه کښې دی، زۀ دعوے سره وایم چې کوم تمباکو زما صوبه پیدا کوی، دا پاکستان کښې بل ځائے نشته، اړتیس بلین روپئ صرف زمونږ د تمباکو د ایکسائز آمدن دے خو هغه مونږ ته څوک نه راکوی، مونږ بار بار دا عرض کوؤ چې تاسو نن دیرش لکھ زما پختانه بچی سندھ کښې کارخانے چلوی او ټولو نه پریوتے کار چې دے، هغه بوټ پالش پورے کوی ولے چې دلته رزق نشته، رزق شته خو زما نه دے، ما نه چا قبضه کړے دے او چې مونږ دا خبرې مخکښې به کولے نو وئیل به ئے چې دا غداران دی، د ملک دشمنان دی، پھانسی ئے کړئ، جیلونه ته ئے واستوئی، نن زۀ په ډیر فخر سره وایم او ډیر شکر کوم چې زما ټول ملګری نن ماسره په دې ولاړ دی، چې زمونږه صوبے ته چې کوم

حقوق ملاؤ نه شی، څنګه چې عبدالاکبرخان هم اووئیل چې دا صوبه نه شی چلیدے او لس کاله پس داسې حالات به وی چې ، ما تاسو ته هغه بله ورځ هم عرض اوکړو، منسټرصاحب نه وو، یو ارب لس کروړه روپۍ 94-1993 کښې زمونږ د صوبے تنخواګانے وے، Establishment، اوس خو به هغے نه هم زیاتے شوې وی، مونږ سره خو دومره نه وی چې مونږه خپل Establishment ته تنخواه هم ورکړو، نو دا پیسے به کوم ځانے نه مونږ ته راځی؟ نو زما دا حکومت ته خواست دے چې فنانس سیکرټری صاحب چې کوم وخت نیشنل فنانس کمیشن ته لاړ شی، نو هغې باندې ، دا چې کوم ما ریکویسټ کړے دے ، په دې دے خوامخواه هلته جهګړا هم اوکړی چې هر څنګه کیږی، چې مونږه یو عرض لرو، زما رونړه دے خفه کیږی نه، مونږ ډیر معمولی خبرو باندې وزارتونو نه استعفیٰ ورکړے دی "پختونخوا"، پختونخوا یو ټکے وو، هغے باندې نه د صوبے څه هغه وو خو زمونږه یو انا وه، یو اصولو باندې خبره وه چې د ټولے دنیا نومونه شته او زمونږه د صوبے نوم نشته، د هر شی نوم شته خو زمونږ د صوبے نوم نشته، زمونږ د صوبے نوم د پختونخوا وی، مونږ دلته قرارداد پیش کړو، هغه پاس شو، خو هغه قرارداد مرکز او نه منلو نو مونږه یو منټ ایسار نه شو، مونږه وزاتونو نه استعفیٰ ورکړے، چې کوم وخت غلام اسحاق خان د نوازشریف حکومت مات کړو او مونږه هغه وخت کښې مسلم لیګ سره نه وو، د مسلم لیګ د حکومت دلته میر افضل خان وزیر اعلیٰ وو، زهٔ هغه وخت هم وزیر ووم یو منټ کښې مونږه استعفیٰ ورکړے چې غلام اسحاق خان آئینی وو خو غیر اخلاقی کار ئے اوکړو چې دا حکومت، Elected حکومت ئے مات کړو، نو مونږ دلته کښې استعفے ورکړے او مسلم لیګیان رونړه چې وو، هغوئ ټول میرافضل خان ته لاړل حکومت کښې شامل شول، نو دا به زما خواست وی، زما ورور تقریر کښې ډیرے ښکلے خبرې اوکړے چې د اپوزیشن تقریر ئے اوکړو، دوئ اوئیل چې دا غریب خلق داسې، او غریب خلقو سره برابری پکار ده، وئیل ئے چې خلیفه صاحب په کپړو باندې به هم ټانکے لګیدلے وے او پکار دی چې هم دغه شان، مونږ دوئ سره Agree کوؤ خو دوئ دے اوکړی کنه، دے وزیر دے ، دوئ د حکم اوکړی چې دا لائیټونه د لرے

شی، ائیرکنڈیشن د بند شی، سبا به مونږ اجلاس په مہابت خان جماعت کښې کوؤ، زهٔ ورسره هلته اجلاس ته ځم، دوئ د اوکړی، (تالیاں) دوئ چانه ګله کوی چې مونږ نه شو کولے؟ یو غریب د پاره کار کوی نو او د کړی کنه، چا ورله لاس نیولی دی، قانون سازی د اوکړئ، زهٔ ورسره د ټولو نه مخکښې قانون کښې حمایت کوم، خو سپیکر صاحب! یو تش وینا وی او یو عمل کول وی، زما دا ریکویسټ دے چې دوئ د خپل احتجاج اوکړی مرکزی حکومت ته، مرکز نه د پیسے اوغواړی اوکه مرکز ورنه کړے، کم از کم وزیر خزانه صاحب خو زما ورور دے، استعفیٰ د ورکړی، زهٔ به احتجاجاً استعفیٰ ورکوم، زهٔ ورسره دا لوظ کوم چې دے استعفیٰ ورکړی نو زهٔ به خپل د صوبائی اسمبلی سیټ نه استعفیٰ ورکړم، نو پکار دا دی چې مونږه عملی قدم اوچت کړو، تقریر زهٔ به ښه اوکړم، خبرې زهٔ به هم ډیرے ښے اوکړم خو د هغے به څه فائده نه وی، فائده به هله رسی چې مونږ عملی کار اوکړو، عملی کار به هله کیږی چې څنګه هغوئ پخپله اووئیل چې اخلاص پکار دے، زهٔ ورله د اخلاص لاس ورکوم چې ته هر څه هم کوے مونږ تاسو سره یو که د صوبے د حقوق د پاره، د صوبائی آمدن د پاره او Consolidated Fund د پاره خپل کوشش د اوکړئ، او هائیډرل پاور چې کوم زمونږ آمدن دے، هغه ترے واخلئ مونږ هر طریقے سره د دوئ حمایت کوؤ او دوئ سره به روان یو، ډیره مهربانی۔

(تالیاں)

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون): یو ریکویسټ کوم چې دا بلور صاحب چې کوم تجویز وزیر خزانه ته ورکړو، دوئ دے کور کښې مشوره اوکړی، کیدے شی وزیر خزانه دا سې اوکړل چې، دوئ کور کښې چې مشوره اوکړی-----

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ته به بیا خپل تقریر کښې اووائے کنه، جناب سکندر خان شیرپاؤ صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: معافی غواړم خو پوائنټ دا دے، چې تاسو دا سې اوکړئ۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: زۀ جناب سپیکر صاحب.....

جناب سپیکر: پلیز، جناب سکندر خان شیرپاؤ صاحب، مولانا صاحب په خپل تقریر کښې به اووائی بیا۔

جناب سکندر حیات خان: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ ډیره مهربانی جناب سپیکر، این ایف سی ایوارډ او نیټ هائیډل پرافټس (Net Hydel Profits) زۀ خو به وایم چې د دې صوبې ټولو کښې اهم موضوعات په دې لحاظ سره دی چې زمونږه % 90 بلکه 90 نه هم زیات، %10 زمونږ خپل چې کوم Resources دی، هغه هم اکثر Collection او نه شی نو % 90 نه زیات چې دے زمونږه Resources دے د وو دغه نه راځی، او نن سبا دا زیات اهم شوی ځکه هم دی چې 1996 والا کوم این ایف سی ایوارډ، زۀ به مخکښې این ایف سی ایوارډ باندې خبره کوم او بیا د هغے نه پس به جی نیټ پرافټ ته راځم، 1996 والا این ایف سی ایوارډ چې دے هغه ختم شوې دے او.....

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان هم په دې باندې تقریر کړے دے، مطلب دا دے چې بیا پرے بل دغه نشته بس، زۀ جی Carry on۔

جناب سکندر حیات خان: نیو این ایف سی ایوارډ د پاره Consultation process هم شروع شوې دے، زما خیال دے دوه درے میټنګز په کښې شوی دی، او څه لا نور میټنګز به هم کیږی، نو دغه لحاظ سره دا دے وخت کښې ډیر اهم یو موضوع دے، چې دے وخت مونږه دلته کښې دا شے Discuss کوؤ او د اپوزیشن او د ټریژری بینچز که یو رائے مخا مخ راشی نو زما دا خیال دے چې حکومت به یو صحیح طریقے سره او ښه انداز کښې به خپل موقف این ایف سی او په دغه کښې اوچتولے شی مرکز سره جناب والا! این ایف سی چې جوړ شوې وو، د هغے Main مقصد د Distribution of funds چې دے چې هغه Equal بیناد باندې داسې طریقے سره اوشی چې ټولو صوبو ته خپل یو حق ملاؤ شی او یو داسې د کمترئ او د بے انصافئ احساس اونه شی چې یوے صوبه پکښې زیات متاثره کیږی خو جناب والا، چې کله نه دا ایشو شروع شوې ده که هغه 25-1924 کښې د انډین ټیکسیشن کمیټی رپورټ وو او که بیا Persi

کبنې وو او که د هغې نه واخله تر committee and Name Award, 1937 اوسه پورې چې کوم څومره هم ایوارډ شوی دی، هغې کبنې زمونږه دے صوبې سره او بیا نورو صوبو هم خپل تحفظات ظاهر کړی دی د دې ایوارډ باره کبنې ، ډیر د مجبورئ سره بعض اوقات هغه ایوارډ منلے دے خو دا ده چې زیاتے شوې دے او خاص کر بیا چې مونږ خپله د دې صوبې خبره کوؤ د نورو به هم خبره کوؤ، دا ایوارډ چې دی زیات تر د پاپولیشن په Base باندې شوی دی، د هغې زمونږه صوبې ته د ټولو نه زیات نقصان رارسیدلے دے ځکه چې په پاپولیشن په Base باندې چې دوئ دغه کوی نو هغه تاسو ته پته ده چې کومے غټے صوبے دی، چې کوم کبنې مخکبنې نه Infra-structure زیات بنه دغه دے چې کوم زیاتے Developed شوې دی هغوې ته زیات حصه ملاویږی، او زمونږه دے صوبے ته هغې کبنې کم دغه کیږی، دغه لحاظ که تاسو 1991 والا دغه وای چې ، هغې کبنې یو لحاظ سره صوبو ته دا پکبنې فائده شوې وه، این ایف سی ایوارډ چې هغے کبنې 80% صوبو ته دغه ملاویدو خو هغے کبنې هم دا یو نقصان وو چې 90% به د پاپولیشن په بنیاد باندې دغه کیدو، هغے کبنې کوم یو چې زمونږه دے صوبے د پاره د لګن او یو دغه غوندے خبره وه، هغه دا وه چې 10% به Subvention ملاویږی چې کوم 5% به زمونږه دے صوبے ته، 5% به بلوچستان ته دغه کیدو، خو جناب والا چې کله د 1996 دا ایوارډ راغلو هغه وخت د دې خلاف ډیر دغه شوې وو یو Unelected government، لا ګورنمنټ راغلے نه وو، الیکشن شوې وو خو لا ګورنمنټ خپل اوتھ او دغه نه وو اوچت کړے، اسمبلئ وجود کبنې هغه شانتے نه وے راغلے او هغه وخت کبنې هغه Award announce کړے شو، هغے باندې ټولو صوبو خپل اعترضات پیش کړی وو، خاص کر زمونږ صوبے ډیر زیات د هغے مخالفت کړے وو او دغه لحاظ سره جناب سپیکر، ما سره دلته د یو کمیټی رپورټ پروت دے، دا زما خیال 1997 کبنې د حاجی عدیل صاحب په مشرئ کبنې د دې اسمبلئ یوه کمیټی جوړه شوې وه چې کوم کبنې ممبران چې دی هغه فتح محمد خان هم وو، یوسف ایوب خان وو او افتخار مومند صاحب وو، هغے کمیټئ هم چې کوم بیا هغې ایوارډ بارے رپورټس پیش کړی وو چې کوم

هغے کښې خدشات هغوي ظاهر کړی وو، کوم دغه سره ئے وائیلی وو چې بهځ هله به تاسو دا ایوارډ منئ، هله به تاسو په دي ایوارډ باندې دستخط کوئ چې مرکز تاسو ته د دي ګارنټی در کړی چې نیټ هائیډل پرافټ او نور یو څو ایشوز پکښې شامل وو چې په هغه مد کښې فرنټیئر ته خپله حصه ملاؤ شی خو جناب والا، زۀ ډیر افسوس سره وایم چې هغه وخت سره هغے باندې دستخط اوکړے شو او هغه ئے، د دي کمیټئ رپورټ باندې، د دي اسمبلئ کمیټئ رپورټ باندې څه داسې عمل اونه کړے شو، نن هم جناب سپیکر، چې مونږه بیا د نوی این ایف سی ایوارډ دغه آورو نو بیا دا آورو چې په Population base باندې کیږی، بیا به زمونږه دے صوبے سره زیاتے کیږی جناب والا، زۀ دلته کښې ستاسو په وساطت سره فنانس منسټر صاحب ته دا یقین دهانی ورکوم چې جی د اپوزیشن د طرفه نه زما خیال دے ټولو پارټو، بشیر خان هم خبره اوکړه، انور کمال خان اوکړه، عبدالاکبر خان مو خبره اوکړه، کیدے شی بیا به نور ملګری زمونږ خبرې کوی، زۀ دا دوئ ته یقین دهانی ورکومه که دوئ آواز اوچتوی مونږه به ټول دوئ سره یو د صوبے د مفادو د پاره، د صوبے حقوق د پاره هر یو دغه کښې به مونږ دوئ سره یو ځائے ولاړ یو،-----

(تالیاں)

جناب سکندر حیات خان: خو خبره دا ده چې دوئ به اوس دے وخت کښې Initiative اوچتوی او پکار دی چې دے راروان این ایف سی ایوارډ کمیټئ میټنګ کښې دوئ د دي صوبه سرحد د پاره، د Location dis-advantage د پاره د Strategic position of front line یو صوبه پاتے کیدو د پاره Extreme Back Wardens په لحاظ سره، The presence of Afghan refugees چې کوم تیر تقریباً پچیس کالو نه دلته کښې موجود دی، د هغوئی په هغه دغه سره، ورسره ورسره جناب سپیکر، ما پرون کتل چې انډیا کښې کوم این ایف سی ایوارډ شوې دے هغوي هغے کښې Index of infrastructure هم، یو بنیاد خپل اخلی نو پکار دی چې مونږه هم دا واخلو، زمونږه صوبه هم Back ward پاتے شوې وه په Infrastructure کښې، پکار دی چې مونږ د دي شی د پاره آواز اوچت کړو، دغه شان جناب سپیکر، د انډیا په یو دغه، بل

یو ښه تجویز وو ما وائیل چې زهٔ به ستا سو په وساطت سره فنانس منسټر صاحب ته دا خبره کومه چې پکار دی چې دے د پاره هم آواز اوچت کړی چې Percentage of poor's in the state د دې دغه باندې چې دے هلته چونکه States دی دلته کښې Provinces دی، نو Percentage of poor's in the province باندې ، نو پکار دی چې زمونږه صوبه په هغے کښې روستو پاتے شوې ده، زمونږه صوبه کښې زیات غریب خلق دی، جناب فنانس منسټر صاحب چې دے نن سحر چې ئے خپله Reply ورکوله د پراونشل فنانس کمیشن او د بجټ په سلسله کښې ، هغې کښې دوئ د اعداد و شمار هم ذکر کړے وو، Statistics چې Below the poverty line کوم کسان دی زمونږ په دې صوبے کښې ، کوم لحاظ سره زمونږه د صوبے Per capita income چې دے ، هغه کم دے نو دغه لحاظ سره پکار دی جناب سپیکر،چې مونږه Per capita income باندې چې کوم Rich provinces دی دے وخت پنجاب او سندھ دی، چې هغې کښې کوم Per capita income دے چې هغې کښې څومره فرق دے ، هغې Disadvantage باندې پکار دی چې مونږه خپل یو حق اوغواړو او دا زما خیل دے چې په دې کښې به یو ممبر هم د دې اسمبلئ دوئ نه نه روستو کیږی، ټول به دوئ سره وی،-----

(تالیاں)

<u>جناب سکندر حیات خان:</u> خو دا جناب سپیکر، دے باندې ده چې دوئ آواز اوچت کړی، دغه شانتے جناب سپیکر، پکار دی چې هغه Subvention چې کوم مخکښې په 1991 ایوارډ کښې هغه 10% دغه وو، انور کمال خان هم ذکر اوکړو چې دا Increase کړے شی، د دغے مونږه هم حمایت کوؤ چې پکار دی چې دا Increase کړے شی او فرنټیئر د پاره، زمونږه د دې صوبے د پاره یو خاص Amount د مقرر کړے شی، نو هغے لحاظ سره زمونږه دا صوبه به ترقی کولے شی، زمونږه دے صوبے سره ډیر زیاتئ شوی دی، ډیرو ځایونو کښې دا محرومه پاتی شوې ده، دا اوس مونږه له پکار دی چې آواز اوچت کړو او مونږه دے حق د پاره خپل کوشش اوکړو، په نیټ هائیډل پرافټ باندې جناب سپیکر، کافی خبرې اوشوې ، عبدالاکبر خان اے جی این قاضی فارموله هم

اوښودله، ما هم د ځان سره راوړے وه، ما وائیل چې زۀ به دغه وایم خو عبدالاکبر خان رانه مخکښې شو انور کمال خان هم پرے خبره اوکړه، بشیر خان هم خبره اوکړه، جناب سپیکر! په نیټ هائیډل پرافټ کښې زمونږه دے صوبے سره ډیر زیاتے شوې دے، زمونږه صوبه ته د 1973 Constitution د Article 162 لاندې چې کوم ملاویدل پکار وو نیټ هائیډل پرافټ هغه مونږه ته نه دی ملاؤ شوی، د دې آواز زمونږه پارټئ، زمونږه د پارټئ مشرانو په هر فورم باندې مخکښې هم اوچت کړے دے او زۀ نن هم دا ټولو ته یقین دهانی ورکومه چې مونږه به مخکښې دے د پاره آواز هم اوچتوؤ او که څه اقدام اوچتول وی، هغه به هم مونږه اوچتوؤ،-----

(تالیاں)

<u>جناب سکندر حیات خان</u>: جناب سپیکر، دا بشیر خان خبره اوکړه چې د دوئ په حکومت کښې یو دغه شوې وو چې Six billion اولنے ځل په 1990 کښې هغه دغه کړے شو، دغه شانتے جناب سپیکر، تیر شوې په 1995-96 دغه کښې، د آفتاب خان حکومت ته هم دا یو اعزاز حاصل دے چې اولنی ځل چې Six billion دا Figure cross کړے شوې وو نو هغے کښې 6.5 Billion ملاؤ شوی وو، نیم بلین چې دے، هغه زیات دغه نه ملاؤ شوی وو، دا واحد هغه یو کال کښې 6.5 Billion ملاؤ شوی وو (تالیاں) هغې د پاره مونږه هغه وخت کښې هم، په حکومتونو وخت کښې هم آواز اوچت کړے دے او مونږه خپل جدوجهد کړے دے، نن هم که تاسو اوګورئی ما د تیر کال د 2001-02 دغه مے راوستل چې کوم طریقے سره د نیټ هائیډل پرافټس Proceed او دغه شوی وو زمونږه دے صوبے ته، زۀ ډیر حیران پاتے شوم چې جون 15th پورے 2002 صرف 1.5 Billion زمونږه صوبے ته ملاؤ شوی وو او بیا د صوبائی حکومت په شور باندې هغه وخت کښې، دا تیر شوې حکومت چې وو، هغوې په شور باندې چې بهئ مونږه بجټ خپل نه شو پیش کولے، مونږه دغه نه شو کولے نو په 28th جون باندې نورے پیسے ټولے Release شوې وے، جناب سپیکر، نن سحر چې ما چیک کول نو دوه بلین تقریباً زمونږه صوبے ته فی الحال ملاؤ شوی دی، نو زۀ خو فنانس منسټر ته وایم چې دا خو یو خوش آئند امر دے چې آفتاب

خان راغلے دے او هغوي دے د پاره دا کوشش کړے دے چې دا دوه بلین ملاؤ شوی دی او ان شاءالله و تعالیٰ زهٔ دوئ ته دا د غه کوم چې جناب سپیکر چې دوئ د آواز اوچت کړی، دوئ د خپل آواز اوچت کړی په صحیح فورم باندې د Six billion نه Increase کولو د پاره چې کوم تاسو ته هم پته ده او دے ټول ایوان ته پته ده چې دا فورم چې دے هغه سی سی آئی اور این ایف سی دے چې هغے کښې دوئ دا خپل Case plead کړی نو زهٔ ورته On the floor of the House د آفتاب خان د طرف نه دا یقین دهانی ورکوم چې هغه به ئے فل سپورټ کوی، هغه مخکښې هم د دې دغه د پاره آواز اوچت کړے وو،-----

(تالیاں)

<u>جناب سکندر حیات خان</u>: هغه مخکښې هم دے د پاره کوشش کړے دے او هغه خپلے دغې خبرې نه نه شی روستو کیدے، خو دا اوس په دوئ باندې ده چې دوئ خپل Case صحیح طریقے سره Plead کړی او خپل کوشش اوکړی، مونږه دوئ سره یو مونږه ته پته ده چې په فنانس منسټر صاحب کښې دا صلاحیت شته، نن چې کوم هغوي تقریر اوکړو، کومه جذبه ئے خپله اوښودله، زمونږه دا یقین دے چې هم دغه شان دوئ په این ایف سی کښې به هم دغه جذباتی طریقه سره خپل Case plead کوی او دغه شانتے په سی سی آئی کښې هم خپل دا Case به Plead کوی، جناب سپیکر! دغے سره سره مونږه چې د نیټ هائیډل پرافټس او د نیټ هائیډل جنریشن خبره کوؤ نو داسې به هم خیال ساتو چې At the moment دا نیټ هائیډل جنریشن چې کیږی، هغه تقریباً 30% هائیډل جنریشن دے او 70% تهرمل جنریشن دے، زمونږه بشیر خان هم خبره اوکړه، عبدالاکبر خان هم خبره اوکړه، انور کمال خان هم خبره اوکړو زمونږه دے صوبه کښې نور ذخائز شته د اوبو دوئ سره ښه دغه شته، پکار دی چې مونږ د دې ځیز نه فائده واخلو ځکه جناب سپیکر، که مونږ دے ته ناست یو چې مونږه به خپل انډسټری جوړ کړو، نو جناب سپیکر تاسو ته هم پته ده او دے ټول ایوان ته پته ده چې په 2005 کښې به W.T.O نافذ کیږی او یو ځل چې W.T.O نافذ شو نو بیا به هغه شانتے زمونږه انډسټری نه شی مخکښې کیدے ځکه چې Duties او دغه به کم کړے شی نو بیا به د بهر نه چې کوم Goods راځی هغه به زمونږ د لوکل Goods

په مقابله کښې Cheap وی، نو هغه شانتے به انډسټری نه شی دغه کیدے، دا اوس زمونږ دے صوبے د پاره یوه موقع ده پکاردی چې دے وخت کښې مونږه هغه Sites identify کړو هغه Projects چې کوم سره زمونږه د دې دا اوبو استعمال کیدے شی، د ایریګیشن د پاره بندوبست کیدے شی او دا نور هائیډل جنریشن چې دے ځائے نه کیدے شی ځکه چې دے وخت کښې مرکز ته هم د دې ضرورت دے، واپډا ته هم د دې ضرورت دے، هغوې ګوری لګیا دی چې هائیډل جنریشن د پاره دغه زیات شی چې داد بجلئی دا قیمتونه راکم کړے شی، څنګه چې بشیر خان خبره اوکړه چې Seven and a half rupees باندې تهرمل دغه دے، Three and a half باندې د نور Consumers دغه دے، د هائیډل دغه دے نو هغه دغه، دا Seventy, thirty کوم Disparity ده دغه لړے کولو د پاره واپډا خپل یو Vision 20, 25 جوړ کړے وو هغې کښې نور دغه کوی لګیا دی خو دا اوس زمونږه ذمه واری ده چې مونږ د Sites identify کړو، فیډرل ګورنمنټ نه به ئے دغه اوکړو او دے ځائے نه دے اسمبلئ کښې آواز اوچت کړو، جناب سپیکر! داسې ډیر پراجیکټ شته، زما په ذهن کښې دے وخت کښې د مونډه ډیم پراجیکټ راځی چې هغه په Vision 20-25 دے وخت کښې موجود هم دے خو هغه Down grade کړے شوې دے او هغه 2010 کښې هغوئی ساتلے دے، ما په دې باندې قرارداد هم راليږلے دے زما به تاسو ته خواست وی چې هغه زر پیش کړئ چې مونږه دا پاس کړو چې دے باندې زر تر زره کار شروع کړی، چې هغې سره 740 میګاواټ بجلی به فوراً پیدا کیږی او زمونږه علاقو ته ایری ګیشن به هم دغه کیږی، نو داسې نور پراجیکټس چې دی چې دا مونږه جوړ کړو نو زمونږه دا صوبه به پړے ترقی کولے شی، جناب سپیکر! آخره کښې زهٔ ګورنمنټ ته دا مکمل یقین دهانی ورکومه چې پاکستان پیپلز پارټی (شیرپاؤ) به دوئ سره د صوبے د مفادو د پاره او ټول اپوزیشن، بشیر خان دغه یقین دهانی ورکړه چې ټول اپوزیشن، نو د ټول اپوزیشن د طرف نه زهٔ دا یقین دهانی دوئ له ورکومه چې مونږه به دوئ سره په هره موقع باندې یو ځائے ولاړ یو خو دا ده چې دوئ به اولنے دا Step اخلی او دوئ به دا کوشش کوی، مونږه به دوئ ته دا خواست کوؤ چې مونږ

سره په سکیمونو باندې Consult کړئ، مونږه به تاسو ته نشاندهی کوؤ، یو ځائے په یو دغه لیول باندې به دا شے روانه وو۔

جناب سپیکر: سکندر خان خو ستاسو Speech ډیر ښه په غور واؤریدو۔

جناب سکندر حیات خان: ان شاءاللّٰہ تعالیٰ چې دا Co-operation او دغه جذبه وی نو بیا به مسئلے په صحیح طریقے حل کیږی، ورسره ورسره۔۔۔۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، سکندر خان!

جناب سکندر حیات خان: بس جی خیر دے مولانا صاحب د خبرې او کړی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: خه جی۔

(تالیاں)

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: زۀ خپل ډیر خوږ ورور بشیر بلور صاحب ته وایمه چې ته زمونږه د یو وزیر په استعفیٰ خوشحالیږه مه زمونږه حکومت چې د خپلے صوبے د پاره کوم حقوق غواړی، دا فوجی صدر چې کوم دے، دا هغه حکومت په آرام نه پریږدی، بل دا سکندر صاحب خو د ده والد گرامی هغه هلته کښې دے چې مونږ ورځو نو هغه د مونږ راوغواړی، زمونږه خواږه مشران چې ورته یقین دهانی ورکړی چې زۀ به تاسو سره په دېکښې ټول شریک یمه، په ځائے د دې چې داسې خبرې کوی۔

جناب سپیکر: صحیح ده، مولانا عصمت اللّٰہ صاحب۔

جناب سکندر حیات خان: مولانا صاحب تاسو به بالکل راؤغواړی خو خبره دا ده چې ۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مولانا عصمت اللّٰہ صاحب۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سکندر حیات خان: چې صحیح فورم باندې دا خبره اوچتول وی، هغه یو واحد کس دے هغه به Full support د دوئ کوی خو فورم چې دے، هغې باندې ستاسو وزیران صاحبان پوهه دی چې هغه کوم فورم دے چې په هغې باندې خبره کول پکار ده۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مولانا عصمت اللہ صاحب۔۔۔۔۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: چې خواست ورته اوکړئ نو هغه به په آسانه اوکړی۔

جناب بشیر احمد بلور: ما ته اجازت راکوئ، مولانا صاحب زما نوم واخستو، زهٔ ئے احترام کوم، ما داسې دا پولیټیکل خبره اوکړله، خدائے مه کړه چې دوئ استعفیٰ ورکړی، خدائے د دوئ وزیر اعلیٰ کړی، مونږه ته انکار نشته خو زما صرف یو خبره دا ده چې زمونږ۔۔۔۔

(تالیاں)

جناب بشیر احمد بلور: دا خبره ده چې یو Plea خو دا ده چې یو شئے دے او مونږ نه شو کولے نو پکار ده چې مونږ ټول Collective خالی دا نه، Collective مونږ ځوا و دوئ نه ذمه واری اخلو، ماوئیل چې د ټولو نه مخکښې زهٔ استعفیٰ له تیار یم، داسې خبره ده چې۔۔۔۔

جناب سپیکر: مولانا عصمت اللہ صاحب۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: شکریه د بشیر بلور صاحب شکریه۔

مولانا محمد عصمت اللہ: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی۔

مولانا محمد عصمت اللہ: میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس بحث میں مجھے بھی موقع فراہم کیا، جناب والا! جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے فرماتے ہیں: (عربی)

(ترجمہ) آپ اپنے بھائی کی امداد کریں خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مظلوم ہو ہم تو اس کی حمات کریں گے اس کی مدد کریں گے، یہ بات تو ہماری سمجھ میں آتی

ہے، لیکن اگر وہ ظالم ہو تو اس کی امداد ہم کس طرح کریں؟ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ ظالم کے ہاتھ پکڑ کر اسے ظلم سے روکنا اس کی امداد کرنا ہے، جناب والا! یہاں پر بات ظالم اور مظلوم کی ہو رہی ہے، ہمارا یہ صوبہ مظلوم ہے اس کی حق تلفی ہو رہی ہے اور ظالم کون ہے؟ یہ حق کون نہیں دے رہا ہے اس صوبے کا؟ یہ وفاقی حکومت ہے، مختلف ادوار میں مختلف انداز میں اس صوبے کے ساتھ جو مظالم ہوئے یہ ہمارے ساتھیوں نے بتایا کہ یہ ظلم ہوا، فلاں مد میں ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے، بجلی کی مد میں ظلم ہو رہا ہے اور فلاں میں، لیکن یہ حکمت نہیں ہے کہ ہم تمام عمران مظالم کو گنتے ہیں، حکمت یہ ہے کہ ہم اس کے لئے علاج اور موثر علاج تجویز کریں کہ ہم اس ظلم سے مظلوموں کی دادرسی کس طرح کر سکتے ہیں اور اس ظالم ہاتھ کو ہم کس طرح روک سکتے ہیں؟ اس کے لئے جن ساتھیوں نے جو تجاویز یہاں دیں تو ان میں بعض ساتھیوں نے کہا کہ وزیر خزانہ صاحب استعفیٰ دیدیں، بعض ساتھیوں نے کہا کہ ہم نے معمولی بات، پختون خوا کے نام پر استعفیٰ دیا تھا اور یہ اتنے بڑے حقوق کے لئے، میں یہ بات حکومتی بینچز کی طرف سے واضح کرنا چاہتا ہوں بخدا ہمارے استعفوں سے اگر اس صوبے کو حق ملتا ہے تو ہم کوئی دیر نہیں کرینگے جناب سپیکر،۔۔۔۔

(تالیاں)

<u>مولانا محمد عصمت اللہ</u>: لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں جناب سپیکر، کہ ہم یہ بات جو زبان سے کہتے ہیں اگر یہ ہم دل سے بھی کہیں اور اپوزیشن واقتدار والے جن کو اس صوبے کی نمائندگی کے لئے قوم نے بھیجا ہے، یہ بات اگر ہم خلوص سے کہیں تو سپیکر صاحب، میری تجویز ہے کہ جس وقت ہماری اپوزیشن میں جو حضرات اپوزیشن بینچوں پر یہاں ہیں، مرکز میں انکی پارٹی اقتدار میں ہے اور وہی حکومت اس صوبے کے حقوق کو غصب کرنے والی ہے، تو کیا یہ تجویز مناسب نہیں ہوگی کہ اس صوبے کے، اس فلور پر نمائندگی کرنے والے، اگر وہ اپنی پارٹی کے اکابرین کو بتائیں کہ اگر آپ نے صوبہ سرحد سے اس ظلم کا ہاتھ واپس نہیں کیا، اگر آپ اس صوبے کے حق کو روکنے سے باز نہ آئے تو ہم اپنی پارٹی سے استعفیٰ دے دیں گے،۔۔۔

(تالیاں)

مولانا محمد عصمت اللہ: میرے خیال میں یہاں کسی وزیر کے، کسی حکومت کے استعفیٰ سے، اس وقت جو لوگ مرکز میں ہیں اور وہ اس صوبے کے حقوق کو غصب کر رہے ہیں، اس صوبے کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں، اگر وہ ساتھی ان کی نمائندگی اگر یہاں پر ہے، اگر وہ کہیں کہ آگر آپ نے ظلم سے اپنے ہاتھ کو نہ کھینچا، اگر آپ نے صوبہ سرحد کے غریب عوام کے ساتھ اس ظلم کا سلسلہ جاری رکھا تو ہم پارٹی سے مستعفی ہو جائینگے تو میرے خیال میں یہ ایک موثر طریقہ ہے اور ان کے ساتھ اس سیلاب میں اگر یہ ہمیں بھی بہانا چاہیں تو میرے خیال میں ہم بھی حکومت کو ایک دفعہ نہیں سو دفعہ اس صوبے کے حقوق کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہیں، لیکن ہمارے استعفوں سے یہ بات کوئی موثر نہیں ہو گی، کیونکہ ظلم ایک کر رہا ہے اور استعفیٰ مظلوم دیدیں تو اس کی مثال ایسی ہو گی، آپ بھی خود بونیر سے تعلق رکھتے ہیں، پشتو میں کہتے ہیں "باران پہ دوسہرہ اوشو او خرہ ئے د ډکر یوړل" ظلم وفاقی حکومت کرے، ظالم وہ ہو، صوبے کے حقوق پر ڈاکہ وہ ڈالے اور یہاں پر بے چارے معصوم وزیر خزانہ کو ہم کہیں کہ آپ مظلوم ہیں اور آپ مستعفی ہو جائیں، ۔۔۔۔۔

(تالیاں)

مولانا محمد عصمت اللہ: اگر اس سے یہ مسئلہ حل ہوتا ہو تو میرے خیال میں وہ کبھی بھی دیر نہیں کرینگے۔ لیکن ہم اگر ظالم کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کریں اور ظالم کا ہم ساتھ دینا چھوڑ دیں تو میرے خیال میں ہمارے اس صوبے کے مسائل کا حل نکل آئے گا، ۔۔۔۔۔

(تالیاں)

مولانا محمد عصمت اللہ: لیکن اگر ہم ویسے ہی اخبارات کی زینت بننے کے لئے اپنی معلومات کو اخبارات تک پہنچانے کے لئے، اگر خلوص دل سے بات نہ ہو تو وہ مسئلے کا حل نہیں ہے، میں انہی باتوں پر آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں اور آخر میں، آج اخبار میں یہ آیا ہے، اگر یہ بات میں نہ کروں، ایک اخبار میں آیا ہے کہ بہبود آبادی میں سابقہ حکومت نے پاپولیشن میں پینسٹھ (65) غریب گھرانوں کے جو ڈرائیور تھے، ان کو نکالا تھا، تو آج اخبار میں پڑھ کر مجھے یہ خوشی ہوئی اور اس پر میں اپنے وزیر صحت کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے بہت ہی انصاف پر مبنی قدم اٹھایا اور ان پینسٹھ (65) ڈرائیوروں کو آج اخبار میں آیا کہ انہوں نے سمری پر

دستخط کر دیا ہے کہ ان پینسٹھ(65) ڈرائیوروں کو جو غیر قانونی طور پر نکالا تھا، ان کو بحال کرنے کے لئے-----

(تالیاں)

مولانا محمد عصمت اللہ: اور اس پر اس ہاؤس میں میں ایک بار پھر اپنے وزیر صحت کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ ایک نوجوان، پڑھے لکھے اور سلجھے ہوئے وزیر ہیں، لہذا وہ اس قسم کے اقدامات کو جاری رکھیں گے، شکریہ۔

(تالیاں)

Mr. Speaker: Thank you. The sitting is adjourned till 09:30 am of tomorrow morning.

(اجلاس بروز جمعرات مورخہ 8 مئی 2003 صبح ساڑھے نو بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)